

محَلَّتْ

6/8

وَرَدَ الْكَلَامُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

وَسُيِّرَ الْجَمْعُ مِنْهُ



مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ كَارُونِ بَاوَنَ لَا هُوَ

مَدْرِي أَعْلَى

حَافِظُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَدَنِي

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور حافظ عبدالرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 035866476 / 3586639 - 042 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالِحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

محدث

لاہور

پہنامہ

ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

(فون) صدر دفتر: ۳۵۴۲۵۰

جلد ۶ | شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ | عدد ۸

فہرست مضامین

- ۱- فکر و نظر..... خواتین کے مرتبہ کے تعین کے لیے یکیش ادارہ ۲
- ۲- التفسیر والتعبیر..... سورہ البقرہ (۲۰) مولانا عزیز زبیدی ۱۱
- ۳- رضائے خدا ہے رضائے محمد (نظم) مولانا عبد الرحمن عاثر ۳۴
- ۴- یہ اعجاز دستِ شفا ہے محمد (نظم) " ۳۵
- ۵- السنۃ والحديث..... بیوی کے تنقیدی تبصرے، جائزے مولانا عزیز زبیدی ۳۶
- ۶- تعارف و تبصرہ کتب (۱) برصغیر پاک و ہند کے علمی ادبی اور تعلیمی ادارے ۴۳
- (۲) مجلہ ہم سخن (حضرت امیر خسرو نمبر)
- (۳) فقہائے ہند (۱، ۲) (۴) خطبات مدراس
- (۵) انسانیت موت کے دروازے پر۔
- (۶) ماہنامہ میثاق (قرآن کا تفسیر نمبر)

خواتین کے مرتبہ کے تعین کے لیے کمیشن اسلام کی نگاہ میں عورت کیا ہے کیا نہیں

پاکستانی خواتین کے حقوق کی کمیٹی کے چیئرمین اور پاکستان کے اٹارنی جنرل مسٹر یحییٰ بختیار نے
پاکستانی خواتین کے حقوق کی کمیٹی کی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ انھوں نے کہا کہ:

وزیراعظم بھٹو نے کابینہ کے پانچ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جو رپورٹ پر غور
کرے گی اور اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرے گی۔

اس خالص اسلامی مشلہ پر غور کرنے کے لیے جن قابل قرآن اور محقق علمائے کرام کا نام تجویز کیا
گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

وفاقی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خاں، وفاقی وزیر خوراک شیخ محمد رشید، مذہبی امور کے وفاقی
وزیر کوثر نیازی، وفاقی وزیر قانون ملک محمد اختر اور جناب مسٹر یحییٰ بختیار (فوائے وقت ۱۴ جولائی)

۷۔ قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

خواتین کی حقوق کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ:

۱۔ مردوں کے لیے شادی کی عمر کی حد ۱۸ برس سے بڑھا کر ۲۱ برس کی جائے۔

۲۔ خواتین کی حیثیت کے بارے میں ایک مستقل کمیشن قائم کیا جائے جسے قومی اسمبلی کی منظوری
کے بعد باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

۳۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کو ایم بی بی ایس کے نصاب میں لازمی مضمون کی
حیثیت سے شامل کیا جائے۔

۴۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کے لیے پہلے سے مختص شدہ نشستوں کے علاوہ انتخابات
میں حصہ لینے والی سیاسی جماعتوں کے لیے لازمی قرار دیا جائے کہ وہ کم سے کم دس فی صد

امیدوارہ خواتین میں سے کھڑا کریں۔

- ۵۔ کل گورنمنٹ (بلدیات) میں خواتین کو ۲۵ فی صد نمائندگی دی جائے۔
- ۶۔ اور قانون طلاق مجریہ ۱۸۲۹ء میں مناسب ترمیم کی جائے جس میں اگر کوئی شوہر یا اس کے اعزہ و اقارب، بیوی کو اپنے والدین، بچوں اور بھائی بہنوں سے ملنے سے روکیں تو ان کے اس فعل کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے جس کی سزائیں ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر کی جائیں۔
- ۷۔ طلاق نوثر ہونے کی صورت میں اگر شوہر جہیز کا سامان ایک ماہ کے اندر اندر واپس نہیں کرتا تو اس صورت میں وہ تین ماہ قید محض یا جرمانے یا دونوں سزائوں کا مستوجب ہوگا۔
- ۸۔ اگر شادی کے ۵ سال بعد عورت کو طلاق ملی ہے تو طلاق نوثر ہونے کے بعد بیوی، شوہر کی جائیداد کے آٹھویں حصے کی مقدار ہوگی (امروز ۱۹ جولائی) خاندان کو عدت کی مدت کی کفالتی رقم اور ازدواجی کے ہر سال کے حساب سے ایک ایک ماہ کی کفالتی رقم ادا کرنا ہوگی۔ دس ماہ وقت ۱۹ جولائی
- ۹۔ حکومت یا خواتین کی حقوق کمیٹی ایسی کوئی سفارش نہیں کرے گی جو قرآن و سنت کی تعلیمات کے منافی ہو۔ (امروز)
- فاضل اٹارنی جنرل نے نیز کہا کہ:
- ۱۰۔ حقوق کمیٹی کی رپورٹ میں عبوری سفارشات شامل ہیں جو کمیٹی نے آزادانہ طور پر تیار کی ہیں، یہ تجاویز یا سفارشات حکومت کی نہیں ہیں، حکومت اس سلسلے میں ابھی پوری طرح غور کرنے کے بعد کوئی اقدام کرے گی چنانچہ وزیراعظم بھٹو نے:
- ۱۱۔ یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ سینٹ کمیٹی کو اپنی سفارشات پیش کرنے سے پہلے رپورٹ کے بارے میں رائے عامہ معلوم کی جائے۔ اٹارنی جنرل نے مختلف تنظیموں اور طبقات سے اپیل کی ہے کہ وہ رپورٹ کے بارے میں اپنی آراء آئندہ ۲۰ اگست تک اسلام آباد روانہ کر دیں۔ (مختصاً امروز ۱۹ جولائی)
- چونکہ یہ پابندی ایسی ہے شاید ہی امکان کمیٹی اسے نباہ سکیں، اس لیے بطور گنجائش یہ بھی کہہ دیا ہے کہ:
- تاہم اس سلسلے میں بعض نکات پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے اس بارے میں ہمارا ذہن بالکل صاف ہے (امروز ۱۹ جولائی)

پاکستانی خواتین کے حقوق کمیٹی کے چیئرمین کی پیش کردہ رپورٹ کی کچھ تفصیل ہم نے اس لیے نقل نہیں کی کہ ہم ان کا کوئی تفصیلی جواب دینا چاہتے ہیں، کیونکہ اس کا بیشتر حصہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کے لیے اپنا قیمتی وقت ضائع کیا جائے بلکہ اس سے غرض صرف یہ ہے کہ آپ اندازہ کر سکیں کہ ان خواتین کے سوچنے کا انداز کیا ہے اور وہ پاکستانی خواتین کے مرتبہ کی تشخیص کر کے پاکستانی ملت اسلامیہ کو کس منہصے میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

اسلام کیا ہے اور محمدیت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کسے کہتے ہیں؟ یا ملت اسلامیہ کا مزاج اور اس کے خصائص کیا ہیں؟ ہمارے یہ مہربان کچھ نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک بس چند واجبی سی خوش فہمیوں کا نام اسلام اور ملت اسلامیہ ہے جن کے حضور زبانی کلامی "خراج عقیدت" پیش کر کے وہ تصور کر لیتے ہیں کہ اب وہ دینی ذمہ داریوں اور تقاضوں سے عہدہ برآ ہو گئے ہیں۔ اس لیے ان سے یہ توقع کرنا بالکل بے جا ہو گا کہ وہ

خواتین کے سلسلے کے اسلامی تقاضوں یا روح کی نشاندہی صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک کر سکیں گے۔ ان کی طرف سے پیش کردہ حالیہ رپورٹ کے مندرجات خود اس پر گواہ ہیں۔

اسی رپورٹ کے نمبر ۱، ۵ اور ۸ کی تجویز تو محدود درجہ یا اس میں کس ہے۔ باقی رہے نمبر ۱۶، سو مطلقاً وہ دونوں ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ ان میں کچھ تفصیل ہے جو بالکل واضح ہے۔

خواتین کے مرتبہ کے تعین کے بارے میں قرآن و حدیث نے ہماری جو رہنمائی کی ہے وہ جامع بھی ہے اور ہمارے لیے وجہ تسلی بھی۔ اس فرصت میں ہم انہی چند بنیادی اقدار کو آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلام کی نگاہ میں عورت کیا ہے، کیا نہیں ہے؟

عورت یا یہ بھی ایک انسان ہے جو خیر مرد کا ہے وہی ان کا ہے۔

قَوْلَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (اعراف ۱۸) وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (التساو ۱)

وہ خیر مٹی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ..... وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا (روم ۷)

اس کی تخلیق سے غرض عائلی زندگی میں سکون و طمانیت ہے بلکہ اور سرمدی نہیں ہے۔

لَيَسْكُنَ إِلَيْهَا (الضحا)

لَيَسْكُنُوا إِلَيْهَا (الروم)

اس جوڑے میں دونوں کے لیے وجہ شش فطری ہے، یہ محبت کی چیز ہے نفرت کی نہیں۔
وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةَ وَرَحْمَةً (الروم)

عورت قاری میراث نہیں ہے جیسے باقی مال۔

لَا يُجِزُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا نِسَاءَ كُتُهَا (پ۔ النساء)

ہاں ساری قاری دنیا میں بھل عورت خیر القایع ضرور ہے۔

الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة (مسلم، عبد اللہ بن عمر)

شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے لیے لباس ہیں، ستر بھی اور تحفظ بھی، معاون اور ایک

دوسرے کے محتاج اور ضرورت مند بھی۔ ایک دوسرے سے کوئی بھی متغنی نہیں ہے، عورت مرد کی کنیز اور لڑکی نہیں ہے ساتھی اور رفیقہ ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ (پ۔ بقرہ ۲۳)

وہ آپ کے لیے لباس ہیں آپ ان کے لیے لباس ہیں۔

ایک دوسرے پر دونوں کے حقوق ہیں، جیسے مردوں کے عورتوں پر ویسے عورتوں کے مردوں

پر ہیں۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (پ۔ بقرہ ۲۴)

لیکن یوں نہیں کہ ان میں سے کوئی بھی کسی کے سامنے جواب دہ نہ ہو یا گھر کی ریاست کسی امیر کے بغیر شتر بے ہمار ہو۔ کیونکہ مرد و عورت کی مساوات کا یہ تصور، فرنگی تہذیب اور انارکی کے دلچیزوں کا تصور ہے۔ اسلام میں اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ اس انارکی کے جن مضمرات کو مغربی تہذیب اب محسوس کرنے لگی ہے، اسلام نے صدیوں پہلے ان پر روشنی ڈالی اور یہ اعلان کیا کہ اس باب میں برتری اور فضیلت صرف مرد کو حاصل ہے۔

وَالرِّجَالُ عَلَى النِّسَاءِ دَرَجَةً (پ۔ بقرہ ۲۵)

کیونکہ اس دنیا کے نظام کو کنٹرول کرنے پر مرد زیادہ قادر ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (پ۔ النساء)

مرد، عورت کے سر دھرے ہیں۔

عورت کی سربراہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قوم کے مستقبل کو مخدوش بنا کر رکھ دیتی ہے۔

بَنِيضِ الْقَوْمِ وَلَوْ اَمْرَهُمْ اِمْرًا رَّيْعًا (پٹ - النساء)

مگر آج کل اصرار ہے کہ قومی سربراہی اور نمائندگی کے لیے ان کے لیے سیٹیں مختص کی جائیں۔ معاشرت کا انتظامی تقاضا اس امر کا متقاضی ہے کہ ان میں ایک راعی ہو اور دوسرا رعیت۔ — اور یہ بات مصنوعی نہیں ہے بلکہ قدرتی ہے۔

بِمَا حَقَّكَ اللَّهُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ رَايَعًا (ایضاً)

ویسے بھی اپنی ضروریات کے معاملہ میں عورت مرد کی دست نگر ہے :

وَبِمَا اَنْفَعُوا مِنْ اَمْرِهِمْ (پٹ - النساء)

بھلی خاتون اسلامی تقاضوں کے مطابق اپنے شوہر کی اطاعت شعار اور سچی وفادار ہوتی ہے۔

فَاَصْلَحَتْ قَنْتَهُ حِفْظُهُ لِعَيْبِهَا حِفْظُ اللَّهِ (ایضاً)

عورت مردوں کی بالکل بھکارن، سنگتی اور دست نگر نہیں ہے بلکہ وہ کمائی کا حق بھی رکھتی ہے اور وہ اس کی مالک بھی ہو سکتی ہے۔

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَتَبْتُمْ (پٹ - النساء)

میراث کے مالک تنہا مرد نہیں، عورت بھی حصہ دار ہے۔

لِلرِّجَالِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَّاتِ (پٹ - النساء)

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً قَوْقُ أَثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثُ مَا تَرَكَ (ایضاً)

وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (ایضاً)

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ (پٹ - النساء)

یہ حصہ رضا کارانہ جذبات کا حصہ نہیں بلکہ قطعی اور قانونی ہے۔

نَصِيبًا مَّفْرُوضًا (ایضاً)

نسل انسانی کی بقا کا سرچشمہ کوئی ایک نہیں دونوں ہیں۔

وَبَيَّنَّا مِنْهُمْ اَرْجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (پٹ - النساء)

حکم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ اچھے سلوک سے رہو اور ان کے ساتھ باوقار معاملہ کرو۔

وَعَاِشْرُوهُمْ بِالْعَدْلِ (پٹ - النساء)

مارنا مناسب نہیں، ہاں اگر سرکشی یا غیرت کا معاملہ ہو تو انگ بات ہے لیکن اس کے باوجود
مار دینے والی مار کی اجازت پھر بھی نہیں ہے، اتنی اجازت ہے جتنی تادیب کہی جاسکتی ہے۔
وَأَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ سَوْزَهُنَّ قِعْطُوهُنَّ دَاخِعُوهُنَّ فِي الْمَصَارِيعِ وَاصْبِرُوهُنَّ
وہ۔ النساء (ع)

وَقَالَ عُمَرُ: ذَرُونِیْ اَلْاِسَاءَ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ فَرُخْصَ فِیْ صُرْبِهِنَّ رَابِعُ مَا جَعَلَ الْاِبْرَادُودَ
اگر راہ راست پر جائیں تو پھر زیادتی کرنا ممنوع ہے۔
فَاِنْ اَطَعْتُمْ فَلَا تَتَّبِعُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِيْلًا (ایضا)
اصْبِرُوْهُنَّ صَوْبًا غَيْرَ مُبْرَحٍ (ابن ماجہ و المستدرک)
وَلَا تَضْرِبْنَ طَعْنِيْنَتَكَ صُرْبَكَ اَمِيْنَتُ (ابو داؤد)

مارنا بھی ہو تو پھر ہرگز مارے، نہ اسے گالیاں دے اور نہ اسے گھر سے نکال باہر کرے۔
وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تَقْبِحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِی الْبَيْتِ (ایضا)
گھر سے نکالنا صرف اسی وقت جائز ہے جب وہ کلمہ کھلا بے حیا ہو جائیں۔
لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يُخْرِجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَنِ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ
وہ۔ الطلاق (ع)

فرمایا: صرف اس کے تارک پلو پر نگاہ نہ رکھیں، آخر اس کے کچھ روشن پہلو بھی ہوں گے
یا ہو سکتے ہیں کہ خود اس میں آپ کے لیے کوئی فائدہ مضمر ہو۔
فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوا شَيْْئًا اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء)
اَلْاَكُوْةُ مِنْهَا خُلْفًا رَضِيَ مِنْهَا اَخُوْرُ (مسلم)
اسلام نے دفتر کشتی کی سمت مانعت کی ہے۔
وَاِذَا الْمِيْؤُودَةُ سُئِلَتْ بِمَا يَزِيْجُ ذِيْبٌ قُتِلَتْ (الشمس)

قرآن تعدد نکاح کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ سب سے یکساں معاملہ رکھا جائے، ورنہ صرف
ایک پر اکتفا کیا جائے

فَاَتَكْبَحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثَلَاثَ وَرُبْعَ ۚ وَاِنْ حَفِظْتُمْ اَلَا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَةً (النساء ع)
فَلَا تَسِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّةِ ۚ

عورت چراغ محفل نہیں، گھر کی زینت ہے : گھر میں ٹمک کے رہے، باہر ٹھٹھے نہیں۔

وَقَدْ رَفِیْ بُیُوتُکُمْ وَلَا تَبْرَحْنَ سُبُحَ الْبَاجِلِیَّةِ الْأُولَى۔ (رپٹ - احزاب ع)

گمراہ کل اس کی نائش جیسی کچھ عام ہو رہی ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے، عورت کے حقوق کا غم کھانے والے بھی ان کے فرائض، ذمہ داریوں اور حدود سے اغماض کر رہے ہیں۔ اُنکا لہجہ۔

اگر نکلنے کی ضرورت پڑ جائے تو گھونگھٹ کر لیا کریں، عریاں چہروں سے نہ نکلا کریں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَدٍ بَيْنَهُنَّ۔ (رپٹا - احزاب ع)

سینہ تان کر نہیں، بگل مار کر چلیں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔

لیکن بار سنگار سے نہیں۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ (نور ع)

آنکھیں پست رکھا کریں یعنی ممکن احتیاط کے ساتھ راہ سے تعلق اور واسطہ رکھیں اور نیچی نگاہیں کر کے چلیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ۔ (رپٹا - نور ع)

بن ٹھن کر نہ نکلیں کہ دعوتِ مطالعہ کا سامان ہو۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ (نور ع)

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ (نور ع)

عورت کا روبرو نہیں ہے کہ عصمت فروشی کر کے روٹی کماؤ۔

وَلَا تَكْذِبُوا قَوْلَكُمْ عَلَى الْبُعَاثِ إِنَّ أَدْنَ تَحَصَّنَا لَتَبْتَعُوا عَرْضَ الْحَيَاةِ

السُّدِّيَّ (نور ع)

گمراہوں! خواتین کے بڑے ہمدردوں اور ان کی بھی خواہی کے سب سے بڑے ٹھیکیداروں نے عورت کی اس تذیل کا سد باب کرنے کے بجائے ان کی بکاریوں کو آمدنی کا ایک ذریعہ تصور کر رکھا ہے۔ کثرت سے بچے جننا عیب نہیں، مستحسن ہے۔

تردد جوادود والود فانی مکاثر بکوالامم (نسائی)

مستورات کے مغربی ہی خواہ، اس کے بجائے ان کو بانجھ کر کے ان کی جہانی عافیتوں کو بھی غارت

کر رہے ہیں۔ یہ حدیث ان کو دعوتِ مطالعہ دیتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: غیر محرم کے ساتھ خلوت جائز نہیں ہے۔

ایک کھروالہ دخول علی النساء (بخاری)

خاص کر ان کے شوہر یا دوسرے سرپرستوں کی عدم موجودگی میں۔

لا تلجوا علی المغیبات (ترمذی)

شادی سے پہلے اس کی رضامندی معلوم کرنا ضروری ہے۔

لا تنکح الا یم حتی تستامرو ولا تنکح البکر حتی تستأذن (بخاری)

اگر اس کی رضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا گیا تو اسے اختیار حاصل ہے، اسے باقی رکھے یا نہ رکھے۔

ان جاریہ بکرا ات رسول اللہ فذکرت ان اباهما زوجھا وہی کارھة فخیبھا

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ابوداؤد)

لیکن دل کی اجازت کے بغیر وہ بھی تنہا خود کسی سے شادی نہیں کر سکتی جیسا کہ آج کل نواجہور کا

لا نکاح الا بولی (ترمذی وغیرہ)

جو سرپرستوں سے بالا بالا نکاح کر لیتی ہیں وہ بدکار ہیں۔

فان المزانیۃ ہی المتی تزوج نفسها (ابن ماجہ)

ملاقات دینا صرف شوہر کا حق ہے بیوی کا نہیں۔ قرآن و حدیث میں طلاق کی نسبت شوہر دل کی طرف

کی گئی ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (بقرہ ۲)

فان بدالہ ان یطلقھا فلیطلقھا قبل ان یمسھا (ابوداؤد وغیرہ)

ہاں عورت علیحدگی کے لیے درخواست کر سکتی ہے۔

فقال لہ خذ الذی لہا علیک دخل سبیلھا۔ (نسائی)

مطلقہ اگر حاملہ ہو یا رجعی طلاق ہو تو اس کے بعد عدت کے عرصہ کی کفالت بھی شوہر کے ذمے

ہوگی۔ لَا تَخْرُجْنَ مِنْ مَّيْمَنِهِمْ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ وَ ذَلِكَ

حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَذَرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ

بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا۔

لَا تَذَرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا سے مراد اسی رحمت کے امکان کی طرف اشارہ ہے۔

اگر طلاق رجعی نہ ہوئی تو پھر کاہے کا مکان؟

دفتر روایت: انما النفقة والسكنى للمرأة اذا كان لزوجها الرجعة (رواہ النسائی)

مطلقہ ثلاثہ کے بارے میں فرمایا: لا نفقة ولا سكنى (بخاری وغیرہ)

لیکن یہ مسئلہ کہ طلاق بائنہ میں یا ۱۵ سال بعد اگر طلاق ہوئی تو شوہر کی جائیداد میں سے ۱/۲ حصہ

جائیداد کی حقدار ہوگی یا ازدواجی کے ہر سال کے حساب سے ایک ایک ماہ کی کفالتی رقم ادا کرنا ہوگی
کئی دینی مسئلہ یا ہوش کی بات نہیں ہے، بس عورت فوازی ہے۔

اگر شوہر گم ہو جائے تو بیوی کو غیر متعین میعاد کی بھینٹ چڑھا کر اس کی زندگی کو تلخ کرنے کی اجازت
نہیں دی جاتی بلکہ چار سال کے بعد اسے چھٹی مل جاتی ہے تاکہ وہ نئے مستقبل کی تیاری کر سکے یعنی
چار ماہ دس دن عدت گزارنے کے بعد۔

ان عمر بن الخطاب قال ایہا امرأة فقدت زوجها فلم يدر أين هو فانها تنتظر
اربع سنين تحت اربعة اشهر وعشرا (موطا مالک)

اگر بعد میں پہلا خاوند آ بھی جائے تو وہ اسے دوبارہ نہیں ملے گی۔

قال مالک وان تزوجت بعد انقضاء عدتها فدخل بها زوجها او لم يدخل بها
فلا سبيل لزوجها الاول اليها (موطا مالک)

اور یہی نظریہ حضرت عمرؓ کا ہے۔ (موطا)

روٹی کپڑے کا ذمہ دار بھی شوہر ہے۔ - وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ يَرْزُقُهُنَّ وَيَكْسُوْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (قرآن)

وفی روایت: ولهن عليه كورقهن وكسوتهن بالمعروف (حدیث)

ہاں اگر ناشرہ (نافرمان اور سرکش) ہو تو پھر نان و نفقہ بھی واجب نہیں ہے (بدایۃ المجتہد)

بالمعروف سے مراد ہے حسب توفیق اور مناسب۔ ایسا نہیں کہ: خود کو بیچ کر ہی اس کے نازک

پورے کیے جائیں۔

الغرض: اسلام نے عورت کو انسان اور بھلی عورت کو بہترین متاع حیات قرار دیا ہے، اس کا

احترام اور اس کے ساتھ معاملہ باوقار ایک دینی فریضہ ہے۔ ہاں عورت مرد کے تابع ہے مبنیٰ نہیں

ہے جو امور ان کی زندگی کو تلخ بنا سکتے ہیں، اسلام نے ان میں ان کی پوری بددلی ہے۔ مگر اس کے ذمے

کچھ حقوق، فرائض اور ذمہ داریاں بھی ہیں جو خود ان کے حقوق سے زیادہ اہم ہیں بلکہ ان کی وجہ سے ان

کے حقوق کا بھی تعین ہوتا ہے۔

سُورَةُ بَقَرَةَ

(قسط ۲۰)

اَتَاَمَرُونَ النَّاسَ بِالْاِيمَانِ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُونَ
کیا تم (دوسرے) لوگوں سے نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے۔ حالانکہ تم کتاب (الہی بھی)

لے (الہی) نیکی کو کہتے ہیں، اس لفظ میں وہ تمام اعمال، اقوال اور مقاصد آجاتے ہیں جو اسلام میں مطلوب ہیں اور دنیوی اور اخروی زندگی کی مبارک تعمیر کے لیے قرآن و سنت نے ان کا انتخاب کیا ہے۔ بر (نیکی) شجر حیات کی ان چند پتیوں، کلیوں اور شاخوں کا نام نہیں ہے، جن کی اساس بڑھتی اور تنے مضاعف، کھوکھلے، بے جان، بے روح اور بے آبرو سے دکھائی دیتے ہوں۔ بس چند جذباتی یا فانی قسم کی ظاہری بعض رسوم اور کچھ عام قسم کی نیکیوں کے ذریعے بنیادی حقائق کو بھلنے کے خط کو رد حافی میدان مارنا تصور کیا جاتا ہو۔ مثلاً

بعض ظاہری رسوم پر قناعت۔ بعض نیک اعمال پر قناعت کرنے اور دین کی بنیادی اقدار سے بے پرواہی برتنے کے باوجود اس خوش فہمی میں رہنا کہ دین کے تقاضے پورے ہو گئے۔

كَيْسَ الْاَبْرَارِ اَنْ تَوَدَّ اَوْجُوهُمْ قُلْ قَدْ اَشْرَقَ الْغُورَابُ وَطَبَّ - بقرة ۲۱

(مسلمانو! نیکی بھی نہیں کہنا زہیں) اپنا منہ مشرق (کی طرف کرو) یا مغرب کی طرف۔

ولیس البر بات تاتوا لیبوت من ابوابها رطب - بقرة ۲۲

اور یہ کچھ نیکی (میں داخل) نہیں ہے کہ گھروں میں ان کے پھپھوڑے کی طرف سے آؤ۔

گویا کہ چند ظاہری رسوم کو اختیار کر کے مطمئن ہو جانا، خوش فہمی تو ہو سکتی ہے، دین نہیں ہے۔ خدمتِ خلق۔ خدمتِ خلق اور فائدہ خدا کی دیکھ بھال بڑی چیر ہے، لیکن جو لوگ اس قسم کی خدمات

کہ دوسری دینی اقدار اور فرائض کا بدل تصور کر لیتے ہیں، وہ بہت بڑی ہوتی ہیں۔

وَجَعَلْتُمْ سَفَايَةَ الْحَاجِّ وَبِمَارَّةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْأَيَّةِ

فرمایا! حقیقی نیکی یہ ہے کہ خدا کو بلائیں۔ (جیسے ماننا چاہیے) قیامت میں اس کے حضور جوابی کا احساس رکھیں۔ چاہیے کہ وہ فرشتوں، کتابوں، نبیوں کو برحق تسلیم کریں۔ اس کی راہ میں مال خرچ کریں، نمازیں قائم کریں، زکوٰۃ دیں، عہد کے پکے رہیں اور تنگی ترشی میں بہت نہ ہاریں، یہ لوگ سچے بھی ہیں اور متقی بھی۔

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُتَّقُونَ يَعْبُدُونَهُ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالْيُسْرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (بقرہ - ۱۷۷)

سچی نیکی اس کی ہے جو پرہیزگاری اختیار کرتا ہے۔

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اتَّقَى (بقرہ - ۱۷۷)

خلق کے سلسلے کی جو خدمات ہوتی ہیں، وہ ایمان باللہ اور احسانِ آخرت اور جہاد فی سبیل اللہ جیسی چیزیں نہیں ہیں، وہ ان کی فرع ہیں۔

لَنْتُ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَحَسْبِيَ اللَّهُ لَا يَسْتَعِينُنِي أَحَدٌ

اللہ (توبہ - ۱۲)

حضور کا ارشاد ہے کہ: نیکی اور حسن معاملہ سے عمر بڑھتی ہے؛ ولا یزید فی العمر الا البر (ابن ماجہ عن ثوبان) والدہ کے ساتھ نیک سلوک اور برخوردارانہ نیکی بہت بڑی نیکی ہے؛

كَذَٰلِكَ الْبِرُّ كَذَٰلِكَ الْبِرُّ دُكَّانِ اِبْرَانَا سِ بَامِه (مشکوٰۃ) باپ کی وفات کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ نیک کرنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ من ابوالسباہلۃ السرحیل وذہابیہ لعیدان یوتی (مسلم) ابن عمرؓ والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے دعائیں، استغفار، ان کے معادلوں کا پاس، ان کے سلسلے کا صلہ رحمی اور ان کے دوستوں کا احترام بھی نیکی ہے۔ المصلۃ علیہما والا ستغفار لہما وانفاذ عہدہما اہلۃ الرحمۃ السی لا توصل الیہما واکوام صدیقہما (ابوداؤد - عن الساعدی)

اَلْكِتٰبُ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ
 پڑھتے رہتے ہو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے اور (وصائب کی سہارے لیے) صبر اور نماز کا سہارا کچھ

لے تَسُوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔ (خود فراموشی، اپنی بات کی ذمہ داری کا احساس نہ کرنا، اپنے مقام اور
 فریضہ کے بے خبری) اپنے آپ کو بھول جانا ایک بہت بڑا مرض ہے، ایک بات کو صحیح سمجھتے ہوئے
 اپنی ذراست کے لیے اس کی ضرورت کا احساس نہ کرنا، لوگوں کو اس کی تبلیغ کرنا مگر خود اس سے غافل
 رہنا، ذہنی طور پر اعتراف حق کے باوجود اپنے بعض ذاتی مصالح اور مفاد و عاید کی بنا پر اس کو قبول
 کرنے یا اختیار کرنے کا حوصلہ نہ کرنا۔ قلبی فتنے کے باوجود ضمیر کی آواز اور قلب سلیم کی صدا بے برحق
 پر بوجھ بن کر سطحی اغراض کے لیے راستہ صاف رکھنے کے خطی میں مبتلا رہنا، ایک بہت بڑی جہلک
 خود فراموشی ہے، لیکن بسا اوقات حق تعالیٰ کی طرف سے خود فراموشی کو جوڑھیل مل جاتی ہے، وہ
 سمجھ لیتا ہے کہ، سب خیر ہے۔ مگر وہ اتمام حجت کی بات ہوتی ہے آخر اس کو دھڑکی لیا جاتا ہے۔
 فَلَمَّا سَوَّاهُ وَابْنَهُ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ ابْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط حَتّٰى اِذَا فَرَّجُوْا بَنُوْا
 اَخَذْنَا مِنْهُمُ بَفْتَةٍ فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ۔ (رب - انفاس)

پھر جس سے ان کو آگاہ کیا گیا تھا حب وہ (اس کو) بھول بسر بیٹھے (تو) ہم نے ان پر ہر طرح
 کی نعمتوں کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ نعمتیں ان کو دسی گئی تھیں حب ان کو پا کر خوش
 ہوئے (تو) یکایک ہم نے ان کو دھڑکیا اور غذا بکا آنا تھا کہ وہ بے آس ہو کر رہ گئے۔
 خدا بھی ان کو بھلا دے گا۔ فَاَيُّكُمْ يَنْسِيْهِمْ (الاعراف) لَسُوْا اللّٰهُ فَنَسِيْهُمْ۔
 (توبہ) جنہوں نے تاسخ سے بے خبر ہو کر یوں زندگی گزاری جیسے ان کا خدا کوئی نہیں۔ ان کے
 لیے خدا کی طرف سے یہ سب سے بڑی سزا ہے۔

۳۷ اَنْتُمْ تَسْلُوْنَ اَلْكِتٰبَ (حالانکہ تم کتاب پڑھتے رہتے ہو) لوگوں کو امر بالمعروف کرنا اور خود
 کو بھول جانا، اس کی نشانی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب وہ کتاب خواں بھی ہو۔ آنکھوں سے
 دیکھنے، کانوں سے سننے اور دل و دماغ سے سوچنے کے مواقع بھی میسر ہوں، اس کے باوجود وہ
 یوں جیتے ہوں جیسے ان کو اپنے سر پر کبھی ہوش نہیں اور نہ ہی ان کو خدا یاد ہے، تو ظاہر ہے کہ
 اب بے خبری اور اندھیرے والی بات نہیں ہے کہ ان پر ترس کرنے کی کوئی سبیل بھی باقی رہ جائے
 قرآن حکیم نے دوسری جگہ یوں ذکر فرمایا ہے: کہ یہ کتاب خواں کیا ہیں، میں گدھے ہیں اپنے پر

کتا ہیں لدی ہیں۔

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الصَّالَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ثُمَّ جَعَلَ
جن لوگوں کو تورات کا حامل بنایا گیا تھا پھر انھوں نے اس پر عمل نہ کیا، ان کی مثال گدھے کی مثال
ہے جس پر کتا ہیں لدی ہیں۔

خدا کے نزدیک ایسے ذہنی عیاش اور باتونی آدمی بہت برے لوگ ہیں۔
لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا
تَفْعَلُونَ (الصافات)

وہ بات کہتے کیوں ہو جو کر کے دکھاتے نہیں، یہ بات (اللہ کے سخت ناپسند ہے کہ کہو) رب
کچھ (کچھ) اور کرو (کچھ بھی) نہیں۔

خدا کے نزدیک شرار اس لیے برے ہیں کہ وہ صرف دماغی عیاش ہیں، باتونی ہیں، کرتے کرتے
کچھ نہیں۔

وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ (پ۔ الشعراء)

حافظ ابن الیقیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا فراموشی یا خود فراموشی جیسی غفلت اور بے ہوشی
اچانک اور یکدم انسان پر طاری نہیں ہو جاتی بلکہ فسق و معصیت میں مسلسل غرق رہنے کے نتیجے میں
بطور سزا اس پر طاری کر دی جاتی ہے یعنی یہ اس کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے۔ گویا کہ اب خدا اس کو
اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے کہ جہاں جا کر وہ پہنچتا چاہتا ہے، جا پہنچے۔

ومن غفواتها انها تستدعي نسيان الله لعباده وتركه وتخليته بينه وبين
نفسه وشيطانه ومعناك العلاك الذي لا يرجي معه نجاة..... واعظم
العقوبة نسيان العبد لنفسه اهماله لها ورضاعته حفظها ونصيبها من الله و
بيعها ذلك بالغيب والدون وانجس الثمن والجواب الكافي لمن سأل عن الاداء
(الشافعي ص ۴)

قرآن حکیم نے ان کی اسی غفلت کے نتائج کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (الصافات)

تو جب انھوں نے کجی اختیار کی (تو) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو (بھی) کج کر دیا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے سفر میں دیکھا کہ، آگ کی تینچی سے کچھ لوگوں کے

ہزٹ کرتے جا رہے ہیں۔ پوچھا تو جبرائیل امین نے بتایا کہ: یہ آپ کی امت کے خطیب، واعظ اور رہنما ہیں جو لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کرتے تھے مگر اپنے کو بھلا ہی دیا تھا، یعنی جو کہتے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بَنِي رَجُلٍ لَا تُقْرَضُ شَفَا هُمْ بِهَتَارِيفٍ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَحْبِرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ يَا مُرَوِّدُ النَّاسِ بِالْبُيُوتِ وَيُسَوِّنَ أَنْفُسَهُمْ فِي رِوَايَةِ السِّبْغِ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَقْرَأُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يَعْمَلُونَ رَمَزَتْهُ بِحَوَالِهِ شَرْحُ السَّنَةِ وَالْبَيْهَقِيِّ

قیامت میں ایک شخص کو لا کر آگ میں ڈالا جائے گا، تو اس میں اس کی آنتیں گر پڑیں گی پھر اس میں وہ چکی پینے والے گدھے کی مانند گھومے گا تو دوزخی جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے: یہ کیا قصہ ہے، کیا آپ وعظ نہیں کیا کرتے تھے، وہ جواب دیں گے کہ جی ہاں! پر بات یہ ہے کہ تمہیں شامت تھا میں خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔

يُجَابِلُ الرَّجُلَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْقِي فِي النَّارِ فَيَتَدَيَّنُ اقْتَابَهُ فِي النَّارِ فَيَطْفِئُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحَمَارِ بِرِجَالِهِ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ أَمْرُكُمُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أُتِيهِ وَأَنْهَاكُمُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُتِيَهُ رَحِمَاحِمِينَ عَنْ إِسَامَةَ

کچھ بہشتی، کچھ دوزخیوں کے پاس جائیں گے، ہم نے تو آپ کی تبلیغ سے جنت پالی، آپ کو دوزخ میں کیا شے لے گئی، وہ جواب دیں گے کہ ہم کہتے تھے کہ تم نہیں تھے۔

إِنْ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَسْأَلُونَ أَيْ نَاسًا عَنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقُولُونَ بَعْدَ دُخْلِهِمُ النَّارَ؛ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ إِلَّا بَعْدَ تَعْلَمُنَا فَيَقُولُونَ أَتَاكَتْ نَقُولُ وَمَا نَفْعُ (رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ توفیق و تہذیب ۴۲۵)

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلوب زندگی منافق کا ہوتا ہے، مسلم کا نہیں، اور اسی کا اندیشہ ہے۔

وَلَكِنْ اتَّخَفَ عَلَيْكُمْ مَنْ أَفْعَا عَالِمُ اللِّسَانِ يَقُولُ مَا تَعْرِفُونَ وَيَعْبَلُ مَا تَسْكُرُونَ۔ (طبرانی۔ توفیق و تہذیب ۴۳۵)

فرمایا کہ دوسرے کی آنکھ کا نکلا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔

یُبصر احدکم القذاة فی عین اخیه و ینسی الیخلج فی عینه رداہ ابن فی صیحة تغیب ترہیب
فرمایا: جو شخص لوگوں کو درس دیتا ہے لیکن اپنا جائزہ نہیں لیتا، اس کی مثال چراغ کی ہے کہ وہ نظر
کو روشنی بخشتا ہے مگر اپنی جان کو بھڑکتا ہے۔

مثل الذی یعلم الناس الغیر و ینسی نفسه کثل السرج یضئ للناس و یحرم من نفسه
رداہ الطبرانی حاسنادہ حسن۔ ترغیب مشرق

کے اُسٹینٹوں (مددوں، مددچاہوں، سپہ سالاروں، پشت پناہ بناؤ) دنیا میں ہر کام انسان خود انجام نہیں
دے سکتا، اسے ایسے ذرائع کی ضرورت پڑ ہی جاتی ہے، جو بہت سے زیادہ کاموں میں کام دے
سکتے ہیں۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

تحت اسباب: کچھ کام وہ ہوتے ہیں جو عموماً ایک دوسرے سے کرنے کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً دس روپے
اور چار روپے، یہ بھاری بوجھ ہے، اٹھانے میں تعاون کرو، پانی لادو، روٹی پکا دو، سودا لادو، سیکر
کو کھانا کھلاؤ، میدان جنگ میں جہاد کے لیے لکھو وغیرہ وغیرہ یہ سبھی امور تحت الاسباب شمار ہوتے
اس قسم کے ذرائع اور وسائل سے کام لینا مشروع ہے، جائز ہے اور رخصت ہے۔

تَعَاوَدُوا عَلَى الْمَسْجِدِ الْمُقَوَّى رِبًّا۔ مائتہ ۸) وَعَزَّزْهُمْ وَوَدَّدْهُمْ وَاقْرَأْهُمْ اللَّهُ قَرَضًا
حَسَنًا (مائتہ ۸) وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ رِبًّا۔ حجرات ۸) فَابْتَغُوا الْخَيْرَ لَهُمْ
يُؤَدِّكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرُوا إِلَيْهَا أَزْكَى طَعَامًا حَلِيًّا تَكُمُ سِدْقِي مِنْهُ رِبًّا الْكُفْرَ
حَتَّى إِذَا نَبَا أَهْلَ قَرْيَتِهِ أَنْ اسْتَطَعْنَا أَهْلُهَا الْكُفْرَ ۖ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي
خَيْرًا عَيْنُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (پ۔ کہف ۸)

الغرض: اسباب کی حد تک ایک دوسرے سے استعانت کرنا جائز ہے۔ لیکن پھر بھی دو تین
باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

ایک یہ کہ جو کام عزت نفس کے خلاف اور دوسری پر مبنی ہوں ان سے اسباب کی حد تک
مدد لینا شرعاً قبیح فعل ہے۔ جیسے کسی کے سامنے ”دست سوال“ دراز کرنا، اور مانگنے والوں کی طرح بھوک
مانگنا: المسألة کدوح۔ (ترمذی۔ مستحکم)

دوسرا یہ کہ حتی الامکان وہ کام خود ہی انجام دے جن میں گو قدرے کلفت ہوتی ہے تاہم یہ
جاسکتے ہیں جیسے اگر کوئی پاس نہ ہو تو عموماً وہ خود کر لیے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ مقام، مقام عزیمت
بھی وجہ ہے کہ آپ نے فیض صحابہ کو بتا کید فرمایا تھا کہ: کسی سے سوال نہ کرنا۔ اب اگر سواہری کی مال

میں یا تھ سے کسی صحابی سے چھڑی گر جاتی تو پاب رکاب رفقار کے ہوتے ہوئے بھی اتر کر خود اٹھانے کی کوشش کرتے۔ کسی سے کہنے سے پرہیز کرتے۔ یَسْمَعُ أَحَدَكُمْ دَبَّةً حَاجَّتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَهُ اِلْمَلَحَ وَحَتَّى يَسْأَلَهُ يَشْعُ لَعْلِهِ اِذَا لَفِظَ (مشکوٰۃ عن انس)

تیسرا یہ کہ: اسباب و ذرائع اور ان کی طبعی تاثیرات کا خلاق بھی اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے واجب الصالحین یہ ہے کہ: اب بھی رجوع رب کی طرف رہے اور اسی سے ہی تکمیل کے لیے دعائیں کی جائیں، مثلاً جہاد کرو، پر دعائیں بھی رب سے مانگو۔

وَكُنْتُ اَقْدَامَنَا وَانْصَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (پ۔ بقرة ع)

تکلیف ہو جائے، بیمار پڑ جائے تو دوا کرو اور دعا بھی۔

رَبِّ اِنِّیْ مُسْتَغْنٍ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ (پ۔ انبیاء ع)

مناسب مقام کی تلاش بھی کیجیے! اور دعائیں بھی مانگیے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا اَنْتَ خَبِيرُ الْمُنْزِلِیْنَ (پ۔ مومن ع)

دنیا کے دھندے بھی چنتے رہیں اور اصلاحِ حال کے لیے بھی رب سے درخواستیں کیجیے۔

اَللّٰهُمَّ... اَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ اَلْمَتْنِیَّ جِبْهًا مَعَا شِیْ (مسلم عن ابی ہریرۃ)

ان قیود سے غرض یہ ہے کہ کسی بھی شیخ پر بندہ خدا سے بے نیاز نہ رہنے پائے اور دونوں تہوں

کے جتنے امکانات ہیں بساط بھران کا بھی سد باب ہو جائے۔

ما فوق الاسباب:- کچھ امور وہ ہیں جو اسباب اور انسانی بساط اور توفیق سے ورا اور اوہا ہیں، ان

کے سلسلے میں یہ ہے کہ ان کے لیے صرف رب سے واسطہ رکھے اور اسی کی طرف ہی رجوع ہے

کیونکہ خدا کے ماسوا جو بھی ہیں، وہ ان کی حد تک رسائی سے کم محتاج نہیں ہیں۔ قرآن حکیم نے ان

کی اس حیثیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ (پ۔ الحج ع)

طالب (سوالی، فریادی) اور مطلوب (ماسوی اللہ کی ہر فریاد رس شے) دونوں ہی بوزے

اور بے زور رہے ہیں۔

اس مسئلہ کا تعلق کسی عظیم ہستی کی عظمت، تقدس اور شخصیت سے نہیں اور نہ ہی اس

حیثیت سے یہ اس مسئلہ کا حل ہے۔ اصل مسئلہ ما فوق الاسباب کی تخلیق کا ہے کہ نیت سے بہت

اور عدم سے وجود ہیں لانا کسی اور کے بس کا روگ بھی ہے یا نہیں۔ اسباب سے ماوراء

دنیا میں انسان، عظیم انسان اور بزرگ تر انسان کی تمگ و تناز ممکن بھی ہے یا نہیں، مثلاً مادی وسائل جب مفقود ہوں، سماعت کا مادی ذریعہ ہوا، کان اور جان، جہاں بالکل غائب ہو جائیں کیا ان ذرائع اور اسباب سے بالاتر ہو کر کوئی انسانی ہستی سن سکتی ہے، زبان نہ رہے تو کیا وہ گویا ہو سکتی ہے، ہاتھ اور پاؤں اپنی مادی تاب و توان کے بغیر کہیں چل سکے ہیں، دل و دماغ اپنی جاں نواز بہاروں سے بالاتر احساس اور سوچ سے بہکنارہ سکتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ظاہر ہے کہ ان امور کے سلسلے کی تخلیقات کے لیے معارف مافوق الاسباب کا کوئی نیا سلسلہ ہو گا۔ اسی صورت میں اب ان مادی ذرائع سے کٹ جانے کے بعد پھر آپ کی کیسی سنیں گے اور سن کر کس طرح آپ کی ضرورت کے لیے مناسب تخلیق انجام دیں گے؟ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ:

مردے سلام سنتے ہیں، سلام کرنے والے کو پہچانتے ہیں بلکہ غسل دینے والوں کو کفن نہ اٹھانے والوں اور قبر میں اتارنے والوں کو بھی وہ پہچانتے ہیں اور عالم برزخ میں باہم وہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ لیکن بیشتر روایات حیثیت تسلی بخش نہیں ہے اور جو کسی درجہ میں قابل توجہ ہیں وہ خاص کر اخاف کے نقطہ نظر سے مفید مطلب نہیں ہیں، کیونکہ احادیث اس لیے آیات الہیہ کی محض نہیں ہو سکتیں۔ ہمارے نزدیک گویا کوئی تکلف نہیں ہے تاہم وہ مجمل ہیں۔ قرآن حکیم نے اس کی نقاب کشائی کی ہے اور وہ یہ کہ: مذکورہ سب باتیں، اسباب مادی کے تابع نہیں ہیں، بلکہ وہ سب اللہ کی حیثیت اور حکمت کے تابع ہیں، وہ جب اور جیسا چاہتا ہے ان کو سنا دیتا ہے۔

مَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَن فِي الْقُبُورِ (پ۔ فاطر ع)

زندہ اور مردے برابر نہیں ہیں، اللہ میاں جس کو چاہتے ہیں بات کے سننے کی توفیق دیتے ہیں اور جو لوگ قبروں میں (مدفون ہیں) آپ ان کو سنا نہیں سکتے۔

آیت نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ زندوں اور مردوں کی دنیا مختلف ہے۔ یہ ستر پامادی اور وہ ستر پامادی اور صرف برزخی۔ انسان اہل قبور کے لیے جن ذرائع کو استعمال کر سکتا ہے وہ صرف ستر پامادی ہیں لیکن وہاں مادی اور اسباب و ذرائع کے تمام رشتے منقطع ہیں، اس لیے فرمایا کہ ان کو سنا نا آپ کے بس کی بات نہیں ہے، ہاں اگر خدا مناسب سمجھتا ہے تو ان تک ان کو پہنچا

دیتا ہے۔ اسی مضمون کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ صُِرْبٌ مَثَلٌ فَا سَبِّعُوا لَهُ طَرَاكَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ مَنْ يَخْلُقُ أَزْوَاجًا لَكُمْ وَيَسْأَلُكُمْ عَنْ دِينِكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
يَسْتَفْتُونَكَ مِنْهُ وَصُغْفُ الطَّلَافِ وَالْمَطْلُوبُ رِبِّ - الحج (۷)

خدا! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، پس اسے کان لگا کر (غور سے) سنیں۔ خدا کے
سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک کبھی (بھی تو) پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ اس کے لیے وہ سب
جین بھی ہو جائیں اور اگر کبھی ان سے کچھ چھین لے جائے وہ اس کو اس سے چھڑا بھی تو نہیں
سکتے، طالب اور مطلوب (کس قدر) کمزور (اور بے درے) ہیں۔

یہاں پہلی چیز تو صرف تخلیق سے متعلق بیان کی گئی ہے کہ یہ بات ماسوی اللہ کے بس
کی بات نہیں، اس لیے مافوق الاسباب سے متعلق ان سے توقعات قائم کرنا خوش فہمی کے سوا کچھ
نہیں، دوسری یہ بات بتاتی ہے کہ تخلیق کی توفیق نہ سبھی مادی اسباب سے متعلق امور کی انجام دہی بھی تو
ان کے بس میں ان کے بس میں نہیں رہی، کیونکہ اب وہ اسباب اور تاب و توان ہی ان میں نہیں رہی
جن کے باعث زندگی میں یہ سب امور ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھے جاتے تھے، کیونکہ ان کے لیے
جو بال و پر تھے، وہ اب ان کے پاس نہیں رہے۔ لہذا، اس مرحلہ مافوق الاسباب کی دنیا میں
غیروں کی راہ دیکھنا اور ان سے درخواستیں کرنا، بنیادی اقدار کو نہ سمجھ سکنے کا نتیجہ ہے۔ ان کے بس
میں نہ توفیق تخلیق کردہ نیست سے بہت کر سکیں اور نہ مادی وہ قوتیں جن کے ذریعے کوئی گتھی ناخن
تدبیر سے یا بازوئے شمشیر سے سلجھائی جاسکتی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص کسی دوسری
بہت سے اس لگائے بیٹھا رہے تو آخر جب آکھ کھلے گی تو اسے پتہ چلے گا کہ یہ کس قدر فضول
خوش فہمی تھی۔

قرآن کریم نے ان نادانوں کی یہ مثال کس قدر بصیرت افروز بیان فرمائی ہے کہ جب وہ امیدوں
میں چور اپنے مقام پر پہنچے تو انھیں کچھ بھی ہاتھ نہ آیا، نہ کچھ دیکھنے میں آیا، دیکھا تو خدا سامنے تھا
اب کہاں جاتے ہو، جمبولی ادھر کرو۔ اپنے کیے کا پھل لو، ادھا رہیں کریں گے، نقدیں گے (اور
ابھی حباب چکائے دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ يُحْسِبُهُ الظَّمَاثُ مَاءً وَهِيَ إِذَا جَاءَهُ
لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حَاجِبٌ مُرِيئًا - النور (۲۸)

اور جو منکر و گم ہیں ان کے اعمال جیسے چٹیل میدان میں چمکتے ہو اور میت کہ پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو کچھ بھی نہ پایا اور دیکھا تو خدا کو اپنے پاس موجود پایا اور اس نے وہاں ہی اس کا حساب چکا دیا۔

استعانت کے باب میں یہ تفصیل ان دوستوں کے لیے مفید رہے گی جو اپنی عاقبت کی خیر چاہتے ہیں۔ واللہ علی التوفیق ہر حال، تحت اسباب کے سلسلے کی استعانت ہو یا مافوق ہر باب سب کے سلسلے میں حقیقی مستعان "رب العلیین" ہے۔

فَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ (رپ)۔ (یوسف) وَدَبْنَا الرُّوحَ الْمُسْتَعَانَ (رپ)۔ (انبیاء)
استعانت کی شے صرف اللہ ہے۔

اس لیے سورہ فاتحہ میں حصہ کے ساتھ فرمایا کہ یوں کہو۔ ایاک نستعین (رپ)۔ فاتحہ صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

دنیا میں سب سے بڑی وجہ کشش "اعانت" ہوتی ہے، اس لیے جہاں سے یہ سبز باغ دکھائی دیتے ہیں دنیا اسی طرف پک پڑتی ہے۔ اس لیے قرآن نے اس کا سید باب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ: مستعان صرف اللہ ہے اور اس سلسلے میں اسی کی طرف رجوع کیا جائے اور صرف اسی کی طرف۔ ورنہ اگر دوسرے مرکز کو جو بن گئے تو توحید کا باغ ایڑا جاتے گا بلکہ کشش جہات میں بٹ کر انسانی توجہ، انسان کو پریشان ابے دنا اور بے خدا بنا ڈالے گی۔

شہ بالمصبر (مصر کے ساتھ، حوصلے کے ساتھ) اس کے اصل معنی ہیں: نفس کو نفی و چھپیوں اور اس کو اس کی بے لگام خواہشات سے باز رکھنا۔

اصل المصبر: منع النفس عما بها وكفها عن هواها (جامع البیان للطبری ۱/۲۵۱)

بعض روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ: صبر دو قسم کا ہے، ایک صبر ب چیزوں کے سلسلے میں خدائی حدود کو ملحوظ رکھنا اور دوسرا خواہشات نفس کے علی الرغم یعنی طبیعت کو یہ جبر جس چیز کے لیے آمادہ کرنا چڑتا ہے، اس کے لیے آمادہ کرنا اور اس پر ثبات قدم رہنا۔

المصبر صبران، صبر علی تشکر و صبر علی ماتع

دکھا اور مصیبت میں صبر کا مفہوم تو معروف ہے، دھچپیوں اور بہاروں کو دیکھ کر متوازن رہنا بڑے حوصلے کی بات ہے، حق تعالیٰ نے اس کی مثال قرآن میں قانون کی بیان کی ہے کہ اس کی ٹھانڈا ٹھانڈا دیکھ کر بہت سے دنیا دار لپچا گئے مگر با خدا لوگوں نے کہا کہ: یہ کچھ نہیں، رب کی

طرف سے اجر و ثواب کی جو دولت ہاتھ لگے گی وہ سب سے بہتر ہے۔ مگر یہ کیفیت اہل صبر ہی کے حصے میں آئی ہے۔

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ فَقَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيْلِيَتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَكُدُّ حِفْظٍ عَظِيمٍ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ أُدْوُوا الْعِلْمَ وَيُكَفِّرُونَ ثَوَابَ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِمَّنْ رَعِيَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ (رپ - قصص ع)

بعض بزرگوں نے اسے یوں بیان کیا ہے کہ اپنی پتیا اپنے خدا کے بغیر کسی سے نہ کہنا، صبر کرنا ہے۔
تَوَكَّلْ ۖ إِنَّكَ شَكُورٌ ۖ مَنْ أَمَرَ بِاللَّهِ فَعِيدَ اللَّهُ إِلَى اللَّهِ

اس صبر سے غرض : ذلت کی زندگی پر قناعت کرنا نہیں ہے بلکہ جو اللہ حق پر استقامت کا نام ہے۔ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِعَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ (مدع) وَلَسَوْبَاتُكَ فَاصْبِرْ (مدشرع)

اس میں عزت نفس کا پاس بھی ہے، انصاف سے منہی پانے کے لیے جائز امکانات کا جائزہ لینے کے سلسلے کا ایک وقفہ وغیرہ بھی۔ رجوع الی اللہ کے لیے یہ ایک مبارک تقریب بھی ہے اور طالبان حق کے لیے بادیغایت کے ہزاروں طوفانوں میں حق کے جھنڈا "کو بند رکھنے" کا ایک حین اسوہ حسنہ بھی، قرآن حکیم نے ان حقائق کو اپنے مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔

مصابیہ میں نعرہ مستانہ : صابر لوگ جب مصائب کے هجوم میں گھر جاتے ہیں تو بدحواس نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں : ہم اللہ کے، اللہ ہمارا، اسی کے حضور حاضر ہونا ہے یعنی وہ قطعاً ضائع نہیں کرے گا۔ لَيْسَ الْبَصِيرُ ۚ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ۔ (رپ - بقرہ ۹)

ان کا نعرہ مستانہ رنگ لاتا ہے اور رحمت الہی آگے بڑھ کر ان کا دامن تمام لیتی ہے۔
أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (رپ - بقرہ ع)
ہمت نہیں ہاری۔ پانی سر سے گزر گیا تب بھی ہمت نہیں ہاری، اپنی کمزوریوں پر نظر ثانی کا موقع ملا اور حق پر ثابت قدم رہنے کے لیے رب سے دعائیں کیں۔

فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۚ وَاللَّهُ يُجِبُ الْبَصِيرِينَ
وَمَا كَانَتْ قُوَّتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا وَجَنِّبْنَا قَدَمَنَا
الایہ (رپ - آل عمران ع)

کیونکہ مصائب اللہ کسی کے سر پر نہیں بلکہ وہ انسان کی اپنی کمزوریوں کا نتیجہ ہوتا ہے، اس لیے

اس مرحلے پر اپنا جائزہ لینا خوش بختی ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (پہا۔ شوریٰ ع)

انبار سے غرض بھگانا نہیں بلکہ غم و حوصلہ کے ساتھ ناسازگار حالات کا مقابلہ کرنے والوں کی آزمائش مقصود ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالضَّعِيفِينَ الْآيَةَ رَبِّ (محمد ع)

اس لیے فرمایا: بہت کے دھنی سچے ہوں تو وہ دُگنے دشمنوں پر چھا سکتے ہیں۔

إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا أَمَاطِينَ (انفال ع)

قنوطیت اور متنی کے بین بین۔ حق تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے اس کی وضاحت فرمائی ہے، کہ صبر قنوطیت کا نام ہے نہ اتر کر مت ہو رہنے کا بلکہ خوشامالی میں شکرگزاری اور تشکی ترشی میں اس کی رحمت کی اس رکھنے کو صبر کہتے ہیں، جس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ نہیں رہتے بلکہ وہ ثابت رہ کر مناسب اور عقدہ کشا اعمال صالحہ میں مصروف ہو جاتے ہیں: پس رحمت کے دروازے انھیں کے لیے کھول دیے جاتے ہیں۔

وَلَمَّا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَكَفُورٌ كَفُورٌ وَلَمَّا أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ مَرَاءٍ مَشَّاهُ لَقِيَ الْبَلَاءَ عَنَّا إِنَّهُ لَغَفِيحٌ فَخُورٌ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ (پہا۔ ہود ع)

میر کش مال کا ذریعہ ہے، اندر ہی اندر گھٹ کر مر جانے کا نہیں بشرطیکہ خوفِ خدا شائیل حال ہو اور پریشان مالی میں غلافِ شریعت کرنے سے ڈرتا رہے۔

إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِلُّهُ أَجْرُ الْمُحْسِنِينَ (پہا۔ یوسف ع)

صبر جمیل۔ بزدلی، دون ہمتی اور شکوہ سے پاک حوصلہ، صبر و ثبات کو صبر جمیل کہتے ہیں۔
فَأَصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (پہا۔ معارج ع) فَصَبْرٌ جَمِيلٌ (یوسف ع)

یہاں دلو العزم انبیاء کا اسوہ حسنہ ہے۔ اس لیے حکم ہوتا ہے کہ دنیا ہی آپ بھی صبر سے کام لیں۔
فَأَصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف ع)

انہی کی صحبت اختیار کرو۔ میر کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ باخدا بندوں کی صحبت میں رہے۔
حَاصِرٌ لِّنَفْسِكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْكَفَرِ يَمُودُونَ وَجْهَهُ (کہف ع)

ان آیات نے صبر کی صحیح تعریف کشتی کی ہے کہ: صبر، چپ چاپ دکھ سہنے کا نام نہیں بلکہ ہوشیار باگھڑیوں میں ہوش و عمل میں توازن قائم رکھنے اور اذھیوں میں اجالے کے سامان کرنے کے لیے پیہم عمل اور سعی و کوشش سے کام لینے کا نام ہے۔
یہ تو میرے دل میں تھا، نزولِ حق پر متوقع مشکلات کے باوجود بول اٹھتے کہ تامل اور ڈر کا ہے کا یہ بات تو پہلے بھی میرے دل میں تھی۔ اس جو بات پر حق تعالیٰ انھیں دہرا اجر دیتے ہیں۔

وَإِذَا مَثَلٌ عَلَيْهِمْ قَالُوا أَمْثَلُ إِلَيْنَا أَلَمْ نَكُنْ مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ
أُولَئِكَ يُقْتُلُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا رپ۔ (قصص ۶)
صبر، حوصلہ کا نام ہے: صبر ذلت پر قناعت کرنے کو بھی نہیں کہتے بلکہ قدرت کے باوجود جذبات پر قابو پا کر درگزر کرنے کا نام ہے۔ خدا کے نزدیک یہ عالی ظرفی ہی بہتر ہے۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُمْ خَيْرٌ
لِّصَابِرِينَ ر نعل ۱) تَحْذَرُ رَبُّكَ لَتَلَذَّيْنِ هَاجَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ مَا جَنُودُكُمْ جَاءَهُمْ
وَصَبَرُوا الْآيَةُ رَبِّكَ نَعْلَمُ إِنَّ تِلْكَ لَفَئِدَتَيْنِ هَاجَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ مَا جَنُودُكُمْ
جَاءَهُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنَ الْعُقُودِ رَحِيمٌ رپ۔ (نعل ۱)

مُجْتَنِبِينَ: اس میں فروتنی، مسکنت، عاجزی اور بے چارگی ہے مگر یہ صرف خدا کے سامنے۔
نَبِيْرًا لِّلْمُجْتَنِبِينَ۔ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالْمُصْطَرِّينَ عَلَى مَا
أَصَابَهُمْ دَلَالِيَةً رپ۔ (انبیاء ۶)

اچھی آخرت صبر کا صلہ ہے: اسلام بہت سی گراں بار ذمہ داریوں کو قبول کرنے اور بہت سی
دلفریب چیزوں سے الگ رہنے کا مطالبہ کرتا ہے مگر یہ چیز صرف اسے ہی حاصل ہو سکتی ہے جو
صبر و حوصلہ رکھتے ہیں، جو اس مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ ملائکہ ان کو سلام کہیں گے۔ اچھی
آخرت بھی انھیں مبارکوں کی ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الْمُصْطَرِّينَ رپ۔ (رعد ۶)

بات صرف آخرت کی ہی نہیں دنیا میں بھی اس کے نظارے کیے جا سکتے ہیں۔

بَلَىٰ إِنَّ لَكُمْ لَعُقْبًا مِّمَّا تَتَّقُونَ وَإِيَّاكُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ هَذَا يَتَّبِعُونَ لَكُمْ الْآيَةَ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ رپ۔ (ال عمران ۶)

اگر آپ نے صبر و تقویٰ کو شعار بنا لیا تو دنیا میں دشمن آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

فَإِنْ تَصَبَّرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَصُدُّكُمْ كَيْدُ هُمْ شَيْئًا - (پہ - آل عمران ۷۸)

امامت : مبروثات اور یقین حکم کے ساتھ جو لوگ دین حق پر قائم رہتے ہیں حق تعالیٰ ان کو امامت پر فائز کر دیتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّةً يَهْدِيَنَا بَأْمِرَنَا لَعَنَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِأَيْتِنَا يُوقِنُونَ -

(پہ - سجدہ ۷۸)

جب تک بنی اسرائیل بھی اس راہ پر گامزن رہے تو ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ بِمَا صَبَرُوا (اعراف ۸۷)

اور عملوں سے کہیں بہتر دیتے ہیں۔

وَلِيَجْزِيَ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (پہ - المعل ۷۸)

اللهم اجعلنا منهم وانك على كل شئ قدير - آمین۔

کیونکہ خلاف شریعت جتنا اور جیسا کچھ سرزد ہوتا ہے وہ اسی بے صبری کا ہی نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان حدود اللہ پر مال کر جاتا ہے اور مفاد عاجلہ کی سطحی سی تحریک پر شریعت مطہرہ کو پس پشت ڈال کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے

کیا آپ صبر کریں گے؟ چونکہ صبر کو ملک الامر کی حیثیت حاصل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ:

کیا ارادہ ہے؟ صبر کرو گے یا نہ؟

أَتَصْبِرُونَ (پہ - الفرقان ۷۸)

بلکہ دوسرے کو بھی اس کی وصیت کرو: صرف خود نہیں، دوسروں کو بھی ایسے صبر کی تلقین کیا کرو کیونکہ برادران ملت کے ساتھ یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔

وَتَوَّاصُوا بِالْحَقِّ وَتَوَّاصُوا بِالصَّبْرِ - (سورۃ العصر)

ثبات علی الباطل: اہل باطل بھی باطل کی راہ میں مبروثات کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک مادی فریعوں کا ہے اس لیے دنیا کی حد تک ہو سکتا ہے کہ اس کو فائدہ دے جائے مگر خودی لحاظ سے ان کا یہ مبروثات ان کے لیے وبال بن جائے گا۔

إِنْ كَادَ لَيُضِلَّنَا عَنْ إِيْمَتِنَا أُولَآئِكَ صَبَرْنَا عَلَيْهِمْ دَوَّاسُونَ يَحْمِلُونَ حِجَابَ يَرُونَ الْعَذَابَ مِنْ أَمَلٍ سَبِيلًا (پہ - الفرقان ۷۸) اِنْ اَمْتُوا وَاصْبِرُوا عَلَى الْهَيْكَلِ (پہ -)

قیامت میں بھی وہ کہیں گے کہ اب جزع فزع کریں یا صبر و حوصلہ سے کام لیں۔ سب بے کار ہے۔

أَجِزْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيصٍ (پ۔ ابراہیم ع)

صبر مطلوب نہیں کہ جو کرے اور جس بات پر کرے، کام آئے۔ یہ تو حق کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اس وجہ سے اگر مقصد پاکیزہ ہے تو اچھا رنگ لائے گا ورنہ نہیں۔ ہاں دنیا میں جو قومیں اپنے مقاصد کے لیے صبر و عزم کے ساتھ کام لیتی ہیں، دنیوی حد تک ان کے لیے مبارک ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر مقصد صالح نہیں ہوتا تو اخروی جواہر ہی کا وبال بہر حال دو بالا ہو جائے گا۔ تاہم صبر بالکل ضائع نہیں ہو سکتا۔ عارضی سہی بہر حال ایک حد تک کبھی کام آہی جاتا ہے۔ اگر مقصد بھی پاک ہو تو پھر اس کی سرفرازیوں کے کیا ہی کہنے؟

استعانت بالصبر۔ بہر حال قرآن نے استعانت بالصبر کا حکم دیا ہے تو اس سے مراد وہ صبر ہے جس کی تفصیل اوپر کی سطور میں گزری ہے۔ جو بھی مسلمان ان خطوط پر صبر و حوصلہ کا شعار بنائے گا یقین کیجیے وہ کبھی در ماندہ نہیں رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

الصلوة : استعانت بالصبر کے ساتھ قرآن حکیم نے الصلوٰۃ نماز کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ اپنے مشکل اوقات میں نماز سے مدد حاصل کرو۔

نماز کیا ہے؟ اس کی پوری تفصیل شروع کے رکوع میں گزیر چکی ہے۔

قرآن حکیم نے دوسرے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ صَابِرُوا (پ۔ اعراف ع)

اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو۔

اللہ سے مدد مانگنے کے مختلف طریقے ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ اس سے دعائیں کی جائیں کہ حق و صداقت کے اس مرحلے میں ہماری مدد فرما۔ رحمت کے دروازے کھل جائیں گے۔

ادْعُوا خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَوِيَّةٌ (پ۔ اعراف ع)

۲۔ ان کے احکام کی روشنی میں زندگی کا سفر جاری رکھا جائے اور خصوصاً کیس میں، اس سلسلے کے الہی حدود کو ملحوظ رکھ کر سخت کی جائے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أُنْشِئَ لَهُ مَوْمِنٌ فَلْنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنُزَيِّنَنَّ لَهُمْ سُبُلَ سَبِيلِهِمْ يَوْمَئِذٍ (پہلے - النحل ۳)

۳۔ تیسرا طریقہ نازک ہے، جیسا کہ زیر تبصیر آیت میں ذکر آیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ بھی یہی ہے کہ:

جب آپ پر مشکل وقت آتا تو آپ نماز پڑھتے۔

اذا حزبه اهر فصرلی

سفر میں حضرت ابن عباس کو اپنے بھائی کے انتقال کی خبر پہنچی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر راستہ سے ایک طرف ہو گئے اور سواری سے اتر کر لمبی دو رکعت نماز نفل پڑھی، پھر اٹھ کر سواری کی طرف چل پڑے اور کہے: سُبْحٰنَ الْقَبْرِ وَالصَّلٰوةِ آیت پڑھی (ابن جریر طبری ص ۲۶)

۴۔ چوتھا طریقہ صبر کا یہ ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، صبر کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خدا کا سہارا لے اور اس کے تقاضے دل کی سچی پیاس سے پورے کرے اور یہ بات خدا کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ دَلَّكَ فِيْ صَبْرِكَ مِمَّا لَمْ تُكَوِّنْ (پہلے - النحل ۳)

جو منون صبر سے کام لیتے ہیں، انجام انھیں کا اچھا رہتا ہے، گو یا صبر تقویٰ ہے اور

تقویٰ صبر۔

وَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (ہود ۵)

مخالف کچھ کہیں، آپ صبر سے کام لیں اور خدا کی یاد میں لگے رہیں۔

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (طہ ۵)

دشمن دین آپ کے سوا صبر سے کام لے کر کوشش کریں گے لیکن آپ بہت نہ ہائیں، یقین رکھیں

اللہ کے وعدے سچے اور برحق ہیں۔

فَاصْبِرْ اِنَّ دَعْوَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْقِنُوْنَ (الرؤم ۵)

برداشت کا یہ وقفہ، وقفہ بے کار نہیں ہے بلکہ اس سلسلے کی ہدایات الہی کے مطالعہ کا وقفہ ہے

پوزیشن لے کر پھر حالات کے مقابلے کے لیے میدان میں اترنا چاہیے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبْکِ كَصَاجِبِ الْغُوْتِ (پہلے - قلم ۵)

جسے دین اور غلط کاروں کے پیچھے لگ کر وہ بانی ہدایات کا دامن نہ چھوڑنے پائے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطْعَمْ مِنْهُمْ اِنْهُمْ اَوْ كَفُورًا رَدُّوهُ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن سر یا خیر و برکت ہے۔ خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکرت کرتا ہے اور بد وقت آتا ہے تو صبر کرتا ہے: ان الامر کلہ لہ خیر..... ان اصابتنہ سراء شکرفکات خیرالہ وان اصابتنہ ضراء نکات خیرالہ (مسلم)

حکم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تم تمہیں آزماتے ہیں خاص کر شیعوں کی کٹھالی میں ڈال کر۔ یہاں تک کہ دشمن بھی ہنسنے لگتے ہیں، اس پر بھی وہ صبر اور سہلے سے کام لیتے ہیں تو ہم ان کو سلام کہتے ہیں۔

وَلْيَبْذُلُوا كَيْدَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْلَمِ اللَّهُ أَنَّهُمْ كَاذِبُونَ
الطَّيِّبِينَ (پ۔ بقرة ع) لَتَبْلُوَنَ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَتَسْمَعُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اُولُوْا لَيْكِيْهِمْ مِنْ قَبْلُكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْكَرْتُمْ اِذْى كَيْدُهُمْ اِذَا تَصَبَّوْا وَتَقَوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَذَابِ الْاُمُوْرِ (پ۔ آل عمران ع)

فرمایا: ہم ان بہادروں کا ساتھ دیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (پ۔ بقرة ع)
گویا کہ یہ چاروں امور استعینوا باللہ اور مَا صَبْرُكَ الْاِيَّا لِلّٰہ کا خارجی پڑتو ہیں، جو ان کے سے استعانت کی درخواست کرتا ہے۔ وہ گویا کہ خدا کے حضور میں ہو کر اسی سے التجا کرتا اور استعانت طلب کرتا ہے۔ یہاں اعانت کے لیے درخواست ہے نہ دعا۔ پھر اسے معروف معنوں میں درخواست اعانت کیلئے تصور کیا جائے، یہاں تو ایک ایسا سہارا پیش کیا جا رہا ہے جو سہارا کا دار اور عمل ہے، ہاں اسے زبان حال کہہ سکتے ہیں۔

اصل میں استعانت کی یہ قرآنی شکل اپنی مدد آپ کی ایک حکیمانہ صورت ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ ایسے غیروں پر بھروسہ کرنے، کسی کا بھکاری بننے، دون بھتی کے مرض میں مبتلا ہونے اور غیر خدا کے حضور کا سہ گدائی پیش کرنے کی عادت نہ پڑے، بلکہ ضرورت ہے کہ اسے اپنی دنیا آپ تخلیق کرنے کا شعور بچھا جائے۔ گویا کہ تعمیر بہت کا یہ ایک ایسا انداز ہے کہ اگر کوئی فرد یا قوم اس مقام پر فائز ہو جاتی ہے تو بحر و بر کی زمام قیادت اس کے حوالے کر دی جاتی ہے، زبان سے جو نکلنا ہے پورا ہوتا ہے، جدھر کا رخ کرتا ہے، راستے ہموار ہو جاتے ہیں، ہاتھ اٹھتے ہیں تو ابر باراں بن جاتے ہیں، انگلی کے اشارہ سے قمر و نیم ہو جاتا ہے، اُبڑے اور خشک کنویں میں شکر کیس تو اس میں پانی بہرے لینے لگے کیونکہ گفتہ اُد گفتہ اللہ بود۔ لیکن اس میں اتنی احتیاط ملحوظ رکھی

وَأَنَّمَا كِبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَشَعِينَ ۝ الَّذِينَ يَطْنُونَ أَنْفُسَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ نماز سخت شکل کام ہے مگر ان کے لیے (نہیں) جو خاکسار (اور سچے نیاز مند) ہیں جو یہ خیال پیشتر

مَلْفُؤًا رِبَّهِمْ وَانَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

رکھتے ہیں کہ وہ (آخر کار) اپنے رب سے ملنے والے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

گئی ہے کہ: اپنی حیاست طبع کی یہ برکتیں دیکھ کر وہ خود خدا بن بیٹھے، اس لیے صبر کی مختلف صورتوں میں خدا کی حیثیت اور رضا کو ملحوظ رکھنے پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور نماز میں خدا کا پورا غلام بن کر اس کے خود خدا بننے کے سارے امکانات بھی متناہ کر دیے گئے ہیں۔ ہاں ایسے صبر اور ایسے کاملاً بندہ مومن بہت بڑی اکسیر بن جاتا ہے۔ مشکلیں تو معمولی بات ہے موت کے پہاڑ بھی اس سے ٹکرا جاتے ہیں تو پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اس لیے فرمایا، صبر و نماز کا سہارا لے کر مشکلوں پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ یعنی یوں خدا کے ہو کر دکھاؤ، اور امان پاؤ۔

حضور کا ارشاد ہے، جب مانگنا ہو، خدا سے مانگیے اور جب مدد درکار ہو تو خدا سے مدد مانگیے۔

اِذَا سَأَلْتُمْ فَاسْأَلُوا اللَّهَ مَاذَا اسْتَعْنَيْتُمْ فَاسْتَعْنُوا بِاللَّهِ (مشکوٰۃ)

لَعَلَّهَا كِبِيرَةٌ (یقین کیجیے! وہ نماز یا استعانت سخت شکل کام ہے) لوگ معروف منوں میں صبر بھی کر لیتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں مگر استعانت کے سلسلے میں، صبر و صلوٰۃ یعنی صرف خدا پر قناعت کریں، بہت مشکل ہے۔ خاص کر استعانت کے سلسلے میں کتاب و سنت کی ہدایات کو ملحوظ رکھ کر چلیں، ان کے لیے اور ہی مشکل ترین بات ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ: نماز دو روزے کے بڑے پابند ہوتے ہیں مگر جب استعانت کی باری آتی ہے تو بے صبری کا شکار ہو کر دوسرے آستانوں کی تلاش کو اٹھ دوڑتے ہیں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ: ہوش کرو، خدا کا آستان چھوڑ کر، صبر و نماز کی راہ ترک کر کے غیر اللہ کے دروازہ پر دستک دینے کو بے قرار ہو رہے ہو تو یوں محسوس کریں گے جیسے کسی نے ان کو گولی مار دی ہو۔ ہمارے نزدیک سب سے بھاری اور مشکل مرحلہ یہی استعانت کا ہے۔ خدا کے حضور جھک جانے کے باوجود، ادھام پرست پیشانیوں میں غیروں کے آستان پر جھکنے کی بے چینیوں بھی جوان رہتی ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ یہ مرحلہ کارے دار دروازے والی

بات ہے۔

اگر نماز مراد لی جائے جیسا کہ جہود کا نظریہ ہے تو یہ ہو سکتا ہے کیونکہ لوگ دکھ بہنے کو سہہ لیتے ہیں مگر نماز کے لیے خدا کے حضور جھکنے کی توفیق نہیں پاتے، یہ عبادت ان کے لیے حدود کی شاق ڈیوٹی ہے۔ سول چرٹھ جانا ان کے لیے اتنا مشکل کام نہیں جتنا پانچ وقت خدا کے حضور حاضر ہونا دشوار ہے۔

كُلُّ الْاَخْشَعِيْنَ (مگر جو جھک جانے والے خاکسار، نیاز مند ہیں اور دھڑکتا دل رکھتے ہیں) دراصل یہ وہ فروتنی ہے جو قلبی احساسات کے نتیجے میں اعضا اور جوارح پر طاری ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ دل کی فروتنی، عاجزی اور خاکساری کا نام خشوع ہے اور جوارح کی عاجزی کا نام خشوع مگر البعد کی آیت سے تعلق کی بنا پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خشوع سے مراد، دل کی ہی ذکر کرنی خشیت اور عاجزی ہے۔ ویسے بھی قرآن نے اس لفظ کو دل کے احساسات سے الگ رکھ کر صرف ظاہری اعضا کی عاجزی اور فروتنی کے لیے استعمال کیا ہو، مجھے یاد نہیں پڑتا۔ مثلاً بعض اہل کتاب کے ایمان کے سلسلے میں کہا ہے کہ اللہ سے خشوع کرتے ہوئے ایمان لائے ہیں۔

رَاٰ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لِمَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خَشِيعَةً (پک - آل عمران ۸۷)

ظاہر ہے اس سے دل کا ہی خشوع مراد ہے۔

انبیاء کے بارے میں فرمایا: وہ ہمارے آگے خشوع کرنے والے تھے۔

يَذْكُرُنَا ذِكْرًا وَهَبًا وَ كَانُوا لَنَا خَشِيعَةً (پک - انبیاء ۷)

فرمایا: نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوةِهِمْ خٰشِعُوْنَ (پک - مومنون ۷)

نماز میں ظاہری فروتنی ہوتی ہے۔ اس پر مزید خشوع ظاہری کرنے کے کیا معنی؟ یہی ناکہ، دل کی

نیازمندی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

بعض روایات میں آیا ہے: کہ ایک شخص نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیل رہا تھا، حضور

نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضا بھی خشوع کرتے۔

لَوْ خَشِعَ قَلْبُهُ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ (اسرار اللغۃ مع انوار اللغۃ)

اس لیے ہمارے نزدیک، خشوع سے مراد ظاہری جوارح کی وہ عاجزی ہے جو دل کے خشوع

کے نتیجے میں ہو۔

یہاں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ :

قرآنی استعانت یا نماز کا اہتمام ہر شخص کا کام نہیں، ایسی مبارک قرآنی استعانت یا نماز کے حامل وہی لوگ ہو سکتے ہیں، جن کے دلوں میں خدا کی شرم، احساس ممنونیت یا خشیت اور اس پائی جائے گی۔ دوسرے نہیں۔

ثُمَّ يُفْلِتُونَ (جو خیال رکھتے ہیں، جو سمجھتے ہیں اور جو یقین کرتے ہیں) ظن گمان کے معنی میں آتا ہے۔ لیکن یقین کے معنی میں آیا ہے۔ ظن یہاں صرف اسی مناسبت سے استعمال کیا گیا ہے : بہر حال وہ فی الحقیقت آنکھوں دیکھی شے نہیں ہے۔ یہی قول ابن زبیر کا ہے۔

لَا نَهْمُ سَمِيعًا نِوَاخًا كَانَتْهُمْ يَقِينًا أُولَئِكَ ظَنَّا فِي شَكٍّ (ابن جریر ص ۲۶۲)

ثُمَّ مُلْقُوا رَبَّهُمْ (اپنے رب سے ملنے والے ہیں)

یعنی استعانت باللہ یا نماز کی راہ صرف وہی لوگ اختیار کر سکتے ہیں جو قیامت میں اپنے رب کے حضور بشرف باریابی کا سودا رکھتے ہیں اور انھیں خدا کے دربار میں پیش ہونے اور حساب دینے کا یقین حاصل ہے۔

استعانت بالصبر اور استعانت بالصلوٰۃ، جہاں صلاح و فلاح کا قرآنی نسخہ ہے وہاں تعلق باللہ میں استواری کا ایک پاکیزہ اور پائیدار ذریعہ بھی ہے۔ جو اس میں جتنا راسخ ہوگا، اتنا ہی اس کو خدا سے ملنے اور شرف باریابی حاصل کرنے کا شوق بھی دائمیگ ہو جائے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

فقہ القرآن

پ (۵) ع (۵)

احساس ممنونیت : رب کے احسانوں کو یاد رکھنا، تعلق باللہ کی استواری کا ذریعہ اور قدر شناسی کی نشانی ہے۔ (اَذْكُرُوا اِنْعَمَتِي)

ایفاء عہد : ایفاء عہد، بالخصوص جو عہد خدا کے نام پر کیے جائیں، اس کی پابندی ضروری ہے اور اس سے فرار کے لیے بہانے تلاش کرنے ہوئے یا خفیہ تدبیروں سے کام لیتے ہوئے خدا سے طردنا چاہیے۔ (وَيَا أَيُّهَا فَارِقُ مَبِئُوتٍ)

بدی کی طرح ڈالنا : بدی کو ٹی کرے، بری ہوتی ہے، لیکن جو شخص اس کی طرح ڈالتا اور ابتداء کرتا ہے

وہ بدی سب سے بُری اور متعدی بدی ہوتی ہے، جو جو شخص اس راہ کو اختیار کرے گا، اس کی نحوست میں سے بھی اس کو حصہ ملے گا۔ اس لیے فرمایا: تمہیں انکار میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ بدعت میں بھی اس کا یہ پہلو مضر ہوتا ہے، کیونکہ یہ بھی ایک گونہ نئی طرح ہوتی ہے (وَلَا تُكُونُوا دَلَاحِلَ كَاخِرِهِ) قرآنِ فروشی: مفادِ عاجلہ کی خاطر قرآنی تقاضوں کی تعمیل سے پرہیز کرنا، قرآنِ فروشی ہے۔

(لَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي)

مبلیس: حق، باطل کی آیزش سے باطل بن جاتا ہے لیکن حق کی آیزش سے باطل حق نہیں بنتا۔ جیسے دودھ کے ٹکے میں پیشاب کی ایک بوند تو اسے بیکار کر دیتی ہے لیکن پیشاب کے ایک پیالہ میں دودھ کا ایک ٹکڑا اسے دودھ نہیں بنا دیتا۔ (لَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ) کتمانِ حق: حق چھپانا خاص کر جان بوجھ کر، حق کشی ہے، قتلِ ناحق ایک گھناؤنا فعل ہے لیکن ناحق کشی تو اس سے بھی بڑھ کر سنگین جرم ہے (وَلَا تَلْبَسُوا الْحَقَّ)۔ افسوس! اس مرض میں عموماً سیاسی سو، کلامی اور فقہی گردہ زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

اقامتِ نماز: نماز گوڑھی جاتی ہے لیکن نمازی کو حکمِ اقامتِ نماز کا ہے، یعنی خدا کے حضورِ حاضری دینے کے بعد پھر اس سے غائب ہونے کے فتنے سے بچنے کی کوشش کرے۔ نماز میں نماز کا جو حال ہوتا ہے، نماز کے بعد اسے قائم رہنا چاہیے اور یہ چیز خدا کی معیت کے احساس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک نماز پنج گانہ سے زیادہ بھاری اقامتِ نماز کا فریقہ ہے، پنجگانہ نماز میں، جاٹے نماز یا نماز کے ٹائم میں نماز کی پابندی ہوتی ہے لیکن اقامتِ نماز کا فریقہ پوری زندگی کے پورے شئون اور احوال و ظروف کو محیط رہتا ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ:

أَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔ (نپ۔ عنکبوت ۴)

آپ نماز قائم کرتے رہیں، کچھ شک نہیں، نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے، اور یادِ خدا جڑی چیز ہے۔ اور جو کچھ تم لوگ کرتے رہتے ہو اللہ جانتا ہے۔ اسی آیت کا سیاق ان امور پر واضح روشنی ڈالتا ہے، جو ہم نے اقامتِ صلوٰۃ سے اخذ کیے ہیں۔

قرآن وحدیث میں نمازی کے لیے ”حاشع“ اور نماز کے لیے ”خوشع“ کا ذکر آیا ہے۔ حاشع وہی ہوتے ہیں جو رب تعالیٰ کی معیت کے تصور سے ٹوڑب رہتے ہیں۔ یہ بھی اقامتِ نماز کی ایک صورت ہے۔

ایتائے زکوٰۃ: زکوٰۃ ایک ایسی سرکاری ادائیگی ہے، جس سے کوئی بھی متیط شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے قانونی دباؤ کے ساتھ ”تزکیہ“ کا احساس بنیادی حیثیت رکھتا ہے، یعنی اس جذبہ سے دینا ہے کہ گھٹتے کے بجائے مال اور بڑھے گا، اور ساتھ ہی دل کی پاکیزگی میں بھی اضافہ ہوگا جس کی بدولت کوئی بندہ مومن خدا کے حضور حاضر ہونے کے قابل ہو سکتا ہے، کیونکہ اسے مال و جان سے زیادہ خدا محبوب ہوتا ہے۔

رکوع رہنے والوں کے ساتھ رہو: رکوع ایک تو وہی ہے جو نماز میں کیا جاتا ہے۔ یعنی باجماعت نماز پڑھ کر دو، دوسرا یہ کہ: یہ بھی اقامت نماز کی ایک صورت ہے کہ: احکم الحاکمین کے حضور یوں مودب رہا کرو۔ تبصر ایک کہ: خلیف بن کر جیو اور تمہارے تعویذات کا محور اسی کی ذات ہوا اور اسی ہی قابل رشک ہستیوں کی صحبت اختیار کیا کرو۔

كانت العرب في الجاهلية تسمى الحنيف راكعا اذا لم يعبد الا دثان ويقولون
ركع الى الله (تاج العروس)

فقہ القرآن: تبلیغ۔ امر بالمعروف، دعوتِ حق اور تبلیغِ دین، دینی فریضہ ہے بشرطیکہ داعی اور مبلغ خود ننگِ دعوت نہ ہو، خاص کر جو حضرات کتاب و سنت کا علم بھی رکھتے ہیں، وہ اگر کہیں کچھ اور کریں کچھ تو ان کی زندگی کا یہ تضاد نہ صرف ان کے لیے مضحکہ خیز ہے بلکہ جس حق و صداقت کی سر بلندی اور نشو و نما سے ان کے لیے وہ کوشاں ہوتا ہے اس کا بھی بیڑا غرق کرتا ہے اور اس کے مستقبل اور نیک شہرت کو بھی شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لیے اسلام میں یہ ایک خطرناک مصیبت ہے۔

استعانت: مشکلات میں خدا کے حضور ماضی دینا اور صرف اسی سے اپنی پٹیا لکنا، خزانہ فقط نظر سے ”جائز استعانت“ ہے بلکہ دینی فریضہ ہے، یعنی محبت نہ باریں، پیش آمدہ مشکلات کے سلسلے کی دینی ہدایات کا دامن نہ چھوڑیں۔

صبر: ع جان رسد سبحان یا حبا زتن برآید
کی راہ پر گامزن رہنا ”صبر“ کہلاتا ہے۔

صلوٰۃ: اور خدا کے حضور نماز ادا کر کے یوں کہو جائیں کہ:

خدا بندے سے خود پرچھ بتا تیری رضا کیا ہے۔

خاشع: اپنی شکل میں ”صبر جمیل اور نماز مسنون“ کے ساتھ اللہ کے حضور ”صورت سوال“ پیش ہونا

صرف ان لوگوں کے لیے ممکن ہے جو پوری اور سچی فرتنی کے ساتھ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جب بالآخر اسی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے تو پھر ابتداء اسی سے کیوں نہ کریں۔ (

جن کی یہ کیفیت نہیں ہوتی، ان کو اور کیا کیا پاؤں بیلنے پڑتے ہیں؟ خدا ہی بہتر جانتا ہے بہر حال اتنی سی بات تو سب پر واضح ہے کہ وہ لوگ ہر جائی ہوتے ہیں اس لیے وہ صرف خدا پر قناعت نہیں کرتے، بلکہ حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کر کے، تعلق باللہ کو داغدار کر لیتے ہیں؛ اس کے باوجود اس پر ان کا دل بھی باغ باغ ہو جاتا ہے۔

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ إِذًا هُمْ يُسْتَنْشِدُونَ (پک۔ ۲۔ زمع)

اور جب خدا کے سوا دوسرے باطل سہاروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو بس یہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔

قیامت: مؤخر الذکر آیت میں قیامت کا ذکر آیا ہے۔ اس سلسلے کی مناسب تفصیل چھٹے رکوع میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تصنیفات المحدث کی نمائش

دارالعلوم تعلیم الاسلام ماموں کا بنج ضلع لائل پور نے اپنی نویں سالانہ کانفرنس جو ۸، ۹، ۱۰ اکتوبر کو منعقد ہوگی، کے موقع پر کتابوں کی نمائش کا ایک منصوبہ بنایا ہے۔ اس سلسلے میں ادارہ جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے ہر ایسے شخص (ادارہ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی تصنیفات، تالیفات، ترجمہ کوئی ہوئی کتب یا مطبوعات کا ایک ایک نسخہ اپنے تعارف کے ۲۰ ستمبر تک ادارہ کے نام ارسال کر دیں۔ ادارہ ان کے شایان شان پوری آب و تاب کے ساتھ ان کی نمائش کرے گا اور ادارہ ہی ان کے ڈاک تحریج کا ذمہ دار ہوگا۔ نیز جو حضرات اس کانفرنس میں کتابوں کا اشال لگانا چاہیں وہ بھی ناظم ادارہ سے درج ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

ناظم ادارہ ثقافت اہل حدیث

دارالعلوم تعلیم الاسلام ماموں کا بنج لائل پور

عبدالرحمن عاظم مالیر کوٹلوی

رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

| | |
|-------------------------------------|-------------------------------|
| صفاتِ محمدؐ ثنائے محمدؐ | ہے شرحِ کلامِ خدا ئے محمدؐ |
| خدا خود سلامِ آپؐ پر بھیجتا ہے | خدا خود ہے مدحتِ سرِائے محمدؐ |
| مُحِبِّ محمدؐ حبیبِ خدا ہے | رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ |
| وہ خوش بخت ہیں اہلِ دین اس جہاں میں | ہوئی جن کو حاصلِ لقاءِ محمدؐ |
| عبادت میں خالق کی خلقت کے غم میں | گزرتے تھے صبح و سائے محمدؐ |
| بہنچ کر رہی بزمِ عالم میں ہر سو | صفا پر جو گونجی ندا ئے محمدؐ |
| خوشی سے صحابہ کے دل جھوم اٹھے | سہرِ بزمِ جب مکرا ئے محمدؐ |
| محمدؐ کی شیریں نوائی کا عالم | زمانہ ہوا ہمنوا ئے محمدؐ |
| محمدؐ جہاں کے لیے رہنما ہیں | خدا آپؐ سے رہنما ئے محمدؐ |
| مقدّر ہوا تاجِ خستمِ نبوت | یہ شان اور یہ ارتقاءِ محمدؐ |

ہوا بہرہ و در دولتِ دیں سے عاجز

یہ ہے فیضِ لطفِ سخا ئے محمدؐ



یہ اعجاز دستِ شفائے محمدؐ

نہ مثالِ صدق و صفائے محمدؐ نہ مثالِ شرم و حیائے محمدؐ
 بری از تکلفِ غذا ئے محمدؐ نہایت ہی سادہ عبا ئے محمدؐ
 تزیینِ اٹھے سن کر جسے جن و انس کلامِ مبیس ایسا لائے محمدؐ
 کیا جس سے وعدہ نبھا کر دکھایا ہے مشہور دنیا و فائے محمدؐ
 مسخر کیا جس نے کرشمہ دلوں کو وہ بے قریٰ معجز نائے محمدؐ
 مصائب کے لاکھوں ہی طوفانِ اٹھے نہ ہرگز کہیں ڈمگائے محمدؐ
 دوا جس نے پی لی شفا اس نے پالی یہ اعجاز دستِ شفا ئے محمدؐ
 فرشتے فلک پر کہ انساں زمیں پر ہر اک سے نرالی ادا ئے محمدؐ
 امیری میں رکھتے تھے شانِ فقیری فقیری تھی شانِ غنا ئے محمدؐ
 گیا کوئی خالی نہ در سے سوالی کہاں ہے مثالِ عطا ئے محمدؐ
 محمدؐ پہ ہر چیز اُس نے ٹا دی ہوا جو بھی رمزِ آشنا ئے محمدؐ

رضائے خدا ہے جو مقصود عاجز

تو لازم ہے پھر اقتدا ئے محمدؐ

المسنۃ والحديث

عزیز زبیدی دار برٹن۔

بیوی کے تنقیدی تبصرے، جائزے اور اس کے سوچنے کے انداز معاشرہ کی خفیہ بیماریاں۔ شوہروں کے لیے درس عبرت

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت جلس روفی بعض النسخ جلس۔ نوری وفی رواية
ابی عوانة : جلست وفی رواية ابی علی الطبری، جلس وفی رواية للنسائی : اجتمع وفی
رواية ابی عبيد : اجتمعت وفی رواية ابی یعلی : اجتمعن۔ فتح : اِخْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً مُتَعَامِلَةً
وَتَعَامِلَاتٍ اَنْ لَا يَكْتُمَنَّ (وفی رواية ابی اویس رغبه : ان يتصادقن بينهما ولا يكتنن۔ فتح)
مَنْ اَخْبَارًا ذَوَّجَهُنَّ شَيْئًا۔

ع۱ قَالَتْ اَلْاُولَى : زَوْجِي لَحْمٌ جَمِلٌ عَثَّ عَلَى رَاسِ جَبَلٍ لَا سَهْلَ فَيُرْتَقَى وَلَا
سَعِيْبٌ يُمْتَقَلُّ۔

ع۲ قَالَتْ السَّابِقَةُ : زَوْجِي لَا بَيْتَ حَبْرَةٍ اِنِّي اَخَافُ اَنْ لَا اَذْرَكَ اِنْ اَذْرَكَ اَذْرَكَ
مُجْرَةً وَبَعْدَكَ رَفِي رَوَايَةِ عِمَادِ بْنِ مَسْرُوعٍ عَنِ النَّسَائِيِّ : اَخْشَى اَنْ لَا اَذْرَكَ مِنْ سَوْدٍ نَفْعٍ

ع۳ قَالَتْ السَّابِقَةُ : زَوْجِي الْكَشَشُ، اِنْ اَنْطَقَ اُطْلِقْ وَاِنْ اَسْكُتَ اُعَلِّقْ۔

ع۴ قَالَتْ السَّابِقَةُ : زَوْجِي كَلِيلُ تِهَامَةَ، لَا حَرْثَ وَلَا قَرْوٍ (وفی رواية وَلَا بَرْدَ) بَدَل
لَا قَرْوٍ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَامَةَ زَادَ فِي رَوَايَةِ اَلْهَيْثَمِ : وَلَا خَامَةَ وَفِي رَوَايَةِ الْمُزَيْبِ

ابن بكار : وَالْفَيْثُ فَيْثُ عَمَامَةَ۔ فتح

ع۵ قَالَتْ الْخَاسِئَةُ : زَوْجِي اِنْ دَخَلَ فُهِدَ وَاِنْ خَرَجَ اَسِدٌ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ۔

ع۶ قَالَتْ السَّادِسَةُ : زَوْجِي اِنْ اَكَلَ لَفَّ رَأْتِ شَرِبَ اَشْتَقْتُ وَاِنْ اَنْطَجَعَ

اَنْتَفَ وَلَا يُوْبِحُ اَلْكُفَّ لِيَعْلَمَنَّ الْبَيَّتُ (و زاد فی رواية : وَاِذَا ذَبَحَ اُخْتُتْ۔ فتح)

ع۷ قَالَتْ السَّابِقَةُ : زَوْجِي عَمِيَا يَأْمُرُ عَمِيَا يَأْمُرُ طَبَا قَامَ كُلُّ دَاوُلَةٍ دَاوُلُهُ دَاوُلُ شَجْعٍ
اَوْ فَلَكَ اَوْ جَمَعَ كَلَّا لَكَ۔

ع۱۰ قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي الْمَسْ أَرْبَعُ وَالسَّيْعُ دِيْعُ زَرْبٍ زَرَادِ الذَّبِيرِ فِي رَوَايَةٍ:
وَأَنَا غَلْبَهُ وَالنَّاسُ يَغْلِبُ - نَعَج

ع۱۱ قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، هَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ الرِّمَادِ، قَوِيْبُ
الْبَيْتِ مِنَ السَّادِ -

ع۱۲ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مَا لَيْكَ وَمَا مَا لَيْكَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ
الْمَبَارِكِ تَلِيْلَاتُ السَّارِحِ وَإِذَا سَمِعْتَ صَوْتَ الْيُفْرَاقِ لَقِنَ الْتَهْمَنَ هَوَالِدُ -
ع۱۳ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي الْبُذْرُوعُ فَمَا الْبُذْرُوعُ أَنَا مِنْ حُبِّي أَذْنِي وَ
مَلَأَ مِنْ شَعْبِهِمْ عَضْدِي وَبَجَحَنِي تَبِيعْتُ إِيَّيْ نَفْسِي فَجَدَنِي فِي أَهْلِ عُيَيْسَةَ لَشَقِ
فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَحَاشِ وَمَنْ فَعْنَدَهُ أَقُولُ فَلَا أَقْبِعُ وَارْعُدُ
فَأَنْصَحَ وَاشْرَبْ فَأَنْقَعُ -

أَمْرِي زَرْعُ فَمَا أَمْرِي زَرْعُ، عَكُوْمَهَا دَعَا وَبَيْتُهَا فَسَاحُ -
إِبْنُ أَبِي نَيْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مُفْجِعُهُ كَسَلِ شَطْبَةٍ وَيُسْبِقُهُ ذِرَاعُ
الْجَفْرِ -

بَنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بَنْتُ أَبِي زَرْعٍ، طَوْعُ أَبِييْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَصَلُ مَرْكَسَاتِهَا
وَعِظُ جَانَتِهَا -

جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبْتُ حَدِيثَنَا تَبْشِيرًا وَلَا تُنْقِشُ
مِيرَتَنَا تَقِيْشًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَقِيْشًا -

قَالَتِ خَرَجَ الْبُذْرُوعُ وَالْأَفْطَابُ تَمَحَّضُ فَلَقِيْ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا
كَأَفْهَدِيْنَ يَلْعَابَانِ مِنْ تَحْتِ خُصْوَمَا بِرْمَانَتَيْنِ فَطَلَقَتْنِي وَتَلَعَهَا فَتَلَعَتْ بَعْدَهُ
رَجُلًا سَرِيًّا رَكِيْبًا دَاخَذَ حَيْطًا وَارَاحَ عَلَيَّ نَعْمًا شَرِيًّا دَا عَطَانِي مِنْ كُلِّ
رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ: كُلِّي أُمُّ زَرْعٍ وَمِيْرِيْ أُمْلِكُ - قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ
فَلَطَانِيْهِ مَا بَلَغَ أَصْعَرَ رِيَّةِ أَبِي زَرْعٍ -

قَالَتِ عَاشِرَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ لَكَ كَابِي
زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ - زَرَادِ فِي رَوَايَةِ الْهَيْثَمِ بْنِ عَدِي: فِي الْأَلْفَةِ وَالْوَفَا وَلَا فِي الْفَرَقَةِ وَالْجَلَاءِ
وَزَادَ ابْنُ الذَّبِيرِ فِي آخِرِهِ: إِلَّا أَنَّهُ طَلَفَهَا وَأَنَّى لَا أَطْلُقُكَ وَلَطَبْرَانِي: قَالَتِ عَاشِرَةُ:

یا رسول اللہ بل انت خیر من ابی ذر ع - فتح

رواہ البخاری، باب حسن المعاشرة مع الاہل مطہر و مسلم باب فضائل عائشةؓ
توجہ: ایک دفعہ گیارہ سیلیاں (دکڑ) بیٹھی تھیں تو انھوں نے باہم دیر، عہد و اقرار کیا کہ وہ آزاد
اپنے اپنے شوہر کی کوئی بات (بھی) نہیں چھپائیں گی (اور بالکل سچ بتائیں گی)
۱۔ میرا شوہر بیہودہ اور بے فیض ہے۔ پہل بولی۔

میرے شوہر دبے اونٹ کا گوشت ہے جو کسی پہاڑ پر رکھا ہو، نہ ہموار جگہ ہے کہ وہاں تک
کوئی پہنچ جائے اور نہ گوشت ہی خراب ہے کہ کوئی اسے اٹھلائے۔

خلاصہ: وہ کہنا چاہتی ہے کہ میرا شوہر بے فیض بھی ہے اور بے ہنر بھی، اس پر طرہ یہ کہ
وہ تند خو اور بد اخلاق بھی ہے۔ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو لوگ اس سے کسب فیض کے لیے اس
کی بد مزاجی کی تمنی بھی سمجھ لیتے، اگر اس کے اخلاق اچھے ہوتے تو دنیا تب بھی اس کا قرب
ڈھونڈتی۔ مگر افسوس! یہاں دونوں باتیں غائب ہیں۔
۲۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ دوسری بولی۔

میں اس کے حالات نشر نہیں کر سکتی، میں ڈرتی ہوں کہ اسے (ادھورا) نہ چھوڑ دوں، اگر
اسے بیان کروں تو پھر ظاہر باطن سب کھول کر رکھوں۔

خلاصہ: یعنی اس کمبخت کی داستان درد کا فی طویل ہے، جو اس فرصت میں شاید ہی
پوری ہو، یاں بیان کرنا ہو تو پھر تکلف کیسا، اس کی ایک بھی بات، ادھوری نہ چھوڑوں۔ سب کہہ
سناؤں۔ گویا کہ وہ جو کہنا چاہتی ہے کہہ بھی گئی ہے کہ، بس گزارہ ہے، ورنہ بندہ کسی کام کا نہیں ہے۔
۳۔ اونٹ سے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ تیسری بولی:

میرا شوہر، لمبا ترنگا، احمق اور بد خلق ہے، اگر زبان کھولوں تو طلاق پاؤں، اگر چپ رہوں
تو بس سمجھ کر بیباہی ہوں زمین بیباہی۔

خلاصہ:- وہ ہر طرح سے عذاب جان ہے، اس کی شکل اچھی نہ عقل، صورت اچھی
نہ بیرت، فریاد کروں تو مجھے چلتا ہی کرے۔ چپ رہوں تو مہر کے جینے کے جتن کروں۔ کسی بھی
طرح چین نصیب نہیں۔

۴۔ میرے خاوند کے کیا ہی کہنے: چوتھی بولی:-

میرا شوہر جیسے "تہامہ" کی رات، گرمی نہ سردی، خوف نہ اداسی۔

خلاصہ :- یعنی میرا شوہر معتدل مزاج ہے۔ خلیق اور حلیم ہے۔ سب اس سے راضی رہتے ہیں اور وہ سب کو فیض پہنچاتا ہے۔

مکہ منظم جس خطے میں آباد ہے، اسے تمام کہتے ہیں۔

ع ۵۔ عالی ظرف اور بہادر ہے۔ پانچویں بولی :

میرا شوہر گھر میں داخل ہو تو چیتا بن جاتا ہے، باہر کر نکلتے تو شیر ثابت ہوتا ہے اور جس سلسلے میں عہد لیتا ہے، اس کی بابت سوال نہیں کرتا۔

اس کے دو مطلب لیے گئے ہیں۔ ایک درج کا پہلو دوسرا دم کا۔ درج تو یوں بنتی ہے کہ : اہل خانہ کے لیے نرم مزاج، بردبار اور باجیا ہے، مگر خارجی حلقہ میں دبدبہ کے ساتھ رہتا ہے اگر کوئی عہد شکنی کرے تو اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

دم کا پہلو یوں نکلتا ہے کہ :

بڑا بدتمیز اور عیاش ہے، اپنا مطلب نکالتا ہے۔ لطف و پیار کا نام نہیں لیتا، گھر سے باہر کا حال یہ ہے کہ اس سے سارے لوگ تنگ ہیں۔ سب کو ستاتا ہے، گھروالوں کی تو مطلق خبر نہیں لیتا۔

ع ۶۔ پورا جانور ہے۔ چھٹی خانوں بولی :

میرا شوہر کھانے کو آئے تو سب چپٹ کر جائے، پیٹنے پر آئے تو سارا پی جاتے، لیٹنے لگے تو سارا کچھ لپیٹ لے (مگر ہمارا حال نہیں پوچھتا) حال معلوم کرنے کے لیے اندر ہاتھ نہیں لگاتا۔

خلاصہ :- یعنی وہ آدمی کی صورت میں پورا جانور ہے، اسے اپنے تن و دوش کی پرواہ ہم سے کوئی دلچسپی نہیں۔

ع ۷۔ اکھڑ، آجڑ، مغلوب الغضب ہے۔ ساتویں بی بولی :

میرا خاندن بے وقوف یا کہا کہ وہ درماندہ ہے جس کو بولنے کا سلیقہ نہیں۔ جہان بھر کے عیب اس میں ہیں (اور ایسا اکھڑ کہ) تیرا سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑ دے (جی میں آئے تو) دونوں ہی کر ڈالے۔

خلاصہ :- اس کے دماغ میں ایک تو عقل کا خانہ نہیں ہے۔ دوسرے بہت ایسا کہ کسی بھی کام کے قابل نہیں، بولنے کا سلیقہ اسے نہیں، اور اکھڑ ایسا کہ، خیر سلا کے نام کو تو جانتا نہیں۔ توڑ پھوڑ اور وہابی تباہی بکنا اس کا مشغلہ ہے۔ حد درجہ کا مغلوب الغضب ہے۔

۸ نرم و نازک اور خوش وضع - آٹھویں سہیلی بولی۔

میرے شوہر (کے کیا کہنے) اس کو چھوڑ دوں تو خرگوش (کی طرح ملائم) اور اس کی خوشبو (سوگند) تو (نعرض) ان کی طرح معطر؟

خلاصہ: اس نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے اور دو لفظوں میں حد کر دی ہے۔ کہتی ہے کہ: وہ نہایت بردبار، نازک بدن، خوش وضع، فیض رساں اور خوش خلق ہے، اس کے لئے ملوثہ مل کر دل خوش ہو جائے، اس کا ذکر آجائے تو واہ وا ہونے لگے۔

۹ بہت عظیم اور فیاض شخصیت ہے۔ نوں خاتون بولی۔

میرا شوہر اپنے محلِ قیے پر تلے اور بڑی راکھ والا ہے۔ اس کا گھر سا فرخانے اور عیس سے قریب ہے۔

خلاصہ: اس کا کہنا ہے کہ میرا شوہر قوم کا رئیس ہے، وجیہہ اور دراز قد ہے، لنگر خانہ اور اجتماع گاہ سے اس کا گھر بالکل قریب ہے، تاکہ حاجتمندان کی طرف آسانی سے رجوع کر سکیں، شوہر لینے والے ان سے بہ سہولت رہنمائی حاصل کر سکیں۔

۱۰ بڑا فیاض ہے۔ دسویں بی بی بولی۔

میرا شوہر مالک ہے، اور وہ مالک کیا خوب مالک ہے، میری مدد و تعریف سے بھی افضل ہے، اس کے اذیتوں کے شتر خانے اور بیٹھکیں کثرت سے ہیں مگر ان کی چراگاہیں (بہت) کم ہیں، جب وہ جانور باجے کی آواز سن لیتے ہیں تو وہ اپنے ذبح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں۔

خلاصہ: وہ بہت بڑا فیاض ہے، مہمانوں اور ضرورت مندوں کے لیے اونٹ پر اونٹ ذبح کیے چلا جاتا ہے۔ الفرض میں اس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔

۱۱ ابو زرع کے کیا کہنے۔ گیارھویں بولی۔

میرے شوہر ابو زرع کے کیا کہنے، اس نے زیور دہ سے میرے دونوں کان بھر دیے، اور (نازو نعمت سے یوں پالا کہ) گوشت اور چربی سے میرے دونوں بازو بھر دیے۔ اس نے مجھے بہت (ہی) خوش رکھا، سو میں بہت ہی چین میں رہی، اس نے مجھے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے (پھر) اس نے مجھے، گھوڑے، اونٹ، کھیت اور خرمن کا مالک بنا دیا، میں اس کے سامنے بولتی ہوں تو برا نہیں مانتا اور سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں اور پیتی ہوں تو سیر ہو جاتی ہوں۔

دباقی رہی ام زرع تو اس کے کیا کہنے، اس کی زخیمہ لگا ہیں اور گھٹریاں مہاری ہیں (ان میں مال و اسباب کا بڑا شک ہے) اور اس گھر کا وہ ہے۔

ابو زرع کا بیٹا، اس کے کیا ہی کہنے، اس کی خواب گاہ جیسے تلوار کی میان اور کم خورتا کم، اسے بکری کے بچے کی ایک ران سیر کر دیتی ہے۔

ابو زرع کی بیٹی کے (بھی) کیا کہنے، ماں باپ کی فرمانبرداری، اپنی چادر کو بھرنے والی اور اپنی ہمسایہ عورتوں کے لیے رشک کی موجب۔

ابو زرع کی لونڈی کے (بھی) کیا کہنے، وہ ہمارے راز فاش نہیں کیا کرتی اور نہ ہمارا کھانا اٹھا کر لے جاتی ہے، نہ ہی ہمارے گھر کو کڑا کر کٹ سے آوہ ہونے دیتی ہے۔

(پھر) اس نے کہا رہا مٹے میری کینٹھی! ایک دن، ابو زرع گھر نکلا، جب کہ شکوں میں دودھ بلویا جا رہا تھا، تو وہ ایک عورت سے ملا جس کے ہمراہ چیتے جیسے دو بچے تھے جو اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلنے تھے، (بس پھر کیا تھا) مجھے طلاق دے کر اس سے نکاح کر لیا۔

چنانچہ میں نے اس کے بعد ایک چودھری آدمی سے نکاح کر لیا، جو شاہسوار، نیزہ باز تھا۔ اس نے مجھے بہت سے مویشی دیے اور جوڑا جوڑا دیے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ: اے ام زرع خود بھی کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلائیے! پھر وہ بولی: اگر وہ سب کچھ جمع کروں جو اس نے مجھے عطا کیا ہے تو وہ ابو زرع کے چھوٹے سے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے۔

خلاصہ: میرے دونوں خاوند اچھے ہیں، تاہم دوسرا ابو زرع کے برابر کا نہیں ہے، ابو زرع صرف خود نہیں اس کا سارا کنبہ ہی قابل ذکر ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ قصہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں آپ کے حق میں ایسا ہوں، جیسے ابو زرع، ام زرع کے لیے (یعنی الفت اور وفائیں) جدائی اور علیحدگی میں نہیں، اس نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ میں آپ کو طلاق نہیں دوں گا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ:

حضور! آپ (میرے حق میں) ابو زرع سے (بھی) بہتر ہیں۔ (فتح) (بخاری، مسلم) واقعہ: بخاری کی شروع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان خواتین کا تعلق یمن کے علاقہ سے تھا۔ وہ ایک ہی گاؤں کی رہنے والی تھیں جو اتفاق سے کسی خاص تقریب میں جمع ہو گئیں تھیں، اور باتوں باتوں میں یہاں تک پہنچ گئیں کہ: ہر ایک اپنے گھر اور شوہر کی داستان سنائے اور بلا کم و کاست سنائے۔

اور سچ سچ بولے۔

پہلی دوسری، تیسری، چھٹی اور ساتویں نے تو یوں کھل کر اپنے شوہروں کا پوسٹاٹم کیا کہ ان کے پیسے میں کچھ بھی نہ رہنے دیا۔

چوتھی، آٹھویں، نویں اور دسویں نے اپنے اپنے شوہروں کا قابل ذکر تعارف پیش کیا اور پھر ان کا حق ادا کر دیا۔

پانچویں عورت کچھ زیادہ سیاسی ڈھب کی تھی اس لیے اس نے بات کو گولی مول ہی رکھا کوئی چاہے تو تعریف سمجھ لے، اگر کوئی چاہے تو اسے مذمت بنا لے۔

یہاں قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی بیان ہوا ہے مگر بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ سے ذکر کیا تھا (فتح الباری) فقہ الحدیث، عورت کو چپ رہتی ہے، تاہم اپنے شوہر کے بارے میں وہ اپنی ایک رائے رکھتی ہے۔

اس لیے شوہروں کو محتاط ہی رہنا چاہیے، کہیں ان کی تاریخ سیاہ نہ مرتب ہو جائے۔ بیوی جہاں مال و منال اور زیورہوں کی ریل پیل چاہتی ہے، وہاں شوہروں کی انسانیت کی بھی دل سے تمنی ہوتی ہیں۔

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ، بیوی کے صرف سکھ چین کا خیال نہ رکھے، ان کے جائز احترام کو بھی ملحوظ رکھے۔

شوہر اپنے کو کتنا چھپائے، بیوی سے بہر حال نہیں چھپ سکتا۔ اپنی بیوی کو مطمئن رکھنے کے لیے محل و موقع کے مطابق ان پر واضح کر دینا چاہیے کہ میں آپ کا قدردان ہوں اور رہوں گا۔

عائلی زندگی میں، جو کمزوریاں راہ پا جاتی ہیں، زیادہ تر ان کی ذمہ داری شوہر دل پر عائد ہوتی ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث کی پانچویں جلد
 طبع ہو کر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ سابقہ خریدار حضرات بلا تاخیر منگوالیں۔ آخرت کی بہترین طباعت، سفید ولایتی کاغذ، ریکسین کی ڈاٹی دہم جلد تقریباً ۵۰ منصفہ پر مشتمل، اس جلد کی قیمت ۳۰ روپے ہے، سابقہ جلدوں کی قیمت اول و دوم، سوم یکجا جلد ۳۹ چہارم ۲۲ روپے ہفتم ۱۵ روپے العجالتاً لاندہ عربی از شاہ عبدالعزیز محدث۔

مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان

شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ

تعارف و تبصرہ کتب

(۱)

بزرگوار پاک و ہند کے علمی ادبی اور تعلیمی ادارے
ابو سلمان شاہجہان پوری و امیر الاسلام

۵۰۴

نام
مرتب
صفحات
ناشر

گورنمنٹ نیشنل کالج - کراچی

گزشتہ سال نیشنل کالج کے میگزین علم و راہگی کا ایک خصوصی شمارہ علمی، ادبی اور تعلیمی ادارے شائع ہوا تھا۔ اس میں تقریباً چالیس ادارے لکھے۔ زیر نظر شمارہ اسی سلسلے کی دوسری جلد ہے۔ اس میں اداروں کی تعداد پانچ، چھ سو سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔ یہ نمبر تعلیمی ادارے، تاریخ کا تاریخی قدمہ کے ادارے، علمی ادبی ادارے، علمی و فنی ادارے، علمی دینی ادارے، تعلیمی و تبلیغی ادارے، ثقافتی ادارے، علمی شخصیات کے ادارے اور علاقائی لسانی ادبی ادارے کے زیر عنوان نو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مضامین کی فہرست پر ایک نظر ڈال لینے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ مرتبین نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ ہر طرح کے اور ہر خیال کے اداروں کو شامل کیا ہے۔ اس میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث جماعت اسلامی، پر دیزی وغیرہ کا تب فکر کے ساتھ عیسائی تبلیغی اداروں کو بھی شامل کیا گیا ہے اس لیے کہ اردو زبان و ادب کے فروغ میں مشنری اداروں کا بھی ایک حصہ ہے، اس میں مدرسہ رحیمیہ، مدرسہ مذہبیہ (دہلی) دارالعلوم تقویۃ الاسلام (امرتسر) دارالرشاد (پیر جھنڈا) جمعیت دعوت تبلیغ (پونا) بیت الحکمت مدرسہ نظارۃ المعارف القرآنیہ (دہلی) انجمن اسلامیہ (راچی) وغیرہ پر نہایت بلند پایہ اور تعارفی مضامین ہیں۔

گزشتہ دو سال سے نیشنل کالج نے کالج میگزینوں کی عام روایت سے ہٹ کر نمبر نکالے ہیں یہ نمبر اپنے موضوع کی اہمیت اور علمی و تحقیقی معیار کے لحاظ سے نہایت قابل قدر و لائق مطالعہ ہیں یہ دونوں نمبر اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کی بنا پر بلند پایہ تصانیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کتابت و طباعت آفسٹ کی ہے، سرورق سہ رنگا اور خوش نما ہے۔ کاغذ الیٹہ نیوٹرل پرنٹ استعمال کیا

گیا ہے۔ رقیقت درج نہیں۔

(۲)

حضرت امیر خسرو
پرنسپل عصمت اللہ خاں

۴۸۰

نام
مدیر اعلیٰ
صفحات

جناح گورنمنٹ کالج کراچی

ناشر

یہ بظاہر ایک کتاب ہے لیکن فی الحقیقت جناح گورنمنٹ کالج کے مجلہ نم سنی کا خصوصی شمارہ ہے۔ پاکستان میں گزشتہ سال امیر خسرو کی سات سو سالہ تقریبات کے موقع پر جو لٹریچر شائع کیا گیا اور ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ سے امیر خسرو کی شخصیت کا جس طرح تعارف کرایا گیا اس سے طبیعت پر جو اداسی چھائی تھی یہ نمبر دیکھ کر اداسی دور ہو گئی اور خوشی ہوئی کہ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جنہوں نے امیر خسرو کی شخصیت کو ان کے دور کے صحیح پس منظر میں تلاش کرنے، ان کی عظمت کے حقیقی پہلوؤں کو پیش کرنے اور ان کے علمی و ادبی اور فکر و سیرت کے محاسن کی جستجو کی واقعی کوشش کی ہے۔

ایک ایسے نمبر میں جس میں تقریباً چالیس مضامین مختلف اہل علم و فکر کے ہوں زبان و بیان کی یکیت نہیں ہو سکتی نہ فکری سطح ایک ہو سکتی ہے لیکن یہ نمبر اتنی خوبصورتی کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے کہ فکر و نظر کے اختلاف کے باوجود اس میں ایک تصنیف کی شان پیدا ہو گئی ہے۔ جہاں تک امیر خسرو کی علمی شخصیت و سیرت کے محاسن اور ان کی ادبی خدمات اور ان کی ثنویات کی ادبی و تاریخی اہمیت کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن امیر خسرو کو علم طوط پر جس طرح پیش کیا گیا ہے اور ان کے جن فنی کمالات کو اجاگر کیا گیا ہے مثلاً گانا، بجانا، سازوں کی ایجاد وغیرہ اگر یہ ان کی شخصیت کے واقعی پہلو تھے اور ان فنون میں انھیں ایسا ہی انہماک تھا تو ہم ان کی شخصیت کے اس پہلو کی داد نہیں دے سکتے اور اگر اس میں اہل قلم کی عقیدت کا حصہ زیادہ ہے تو قلم کی ان ندرت کارویں اور اس انداز تحقیق کی بھی تحسین نہیں کی جاسکتی کہ شخصیت کو ایک اعجوبہ بنا دیا جائے۔ امیر خسرو کے سلسلے میں یہ نمبر ایک سنجیدہ کوشش ہے جس کی قدر کی جانی چاہیے۔

یہ نمبر آفسٹ میں شائع ہوا ہے۔ کتابت و طباعت اچھی اور کاغذ اخباری استعمال ہوا ہے سرورق امیر خسرو کی رنگین تصویر سے مزین ہے اور اس میں ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو پیش کیا گیا۔

(محمداشد)

الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس (۳)

| | |
|------------|------------------------------|
| مولف | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی |
| مترجم | مید محمد نازوق القادری |
| ناشر | "المعارف" گنج بخش روڈ۔ لاہور |
| صفحات: ۱۱۲ | طباعت: آفٹ |
| قیمت | ۴/۵ روپے |

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے نعال پذیرِ عقل معاشرہ میں تجدید و احیائے دین کی جو کوششیں کیں آج کے دور میں ان سے روشنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ خوش آئند امر ہے کہ پاکستان میں شاہ ولی اللہ کے فلسفہ و فکر کو سمجھنے کی شعوری کوششیں کی جا رہی ہیں۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ان کی اصل تالیفات ترتیب و تحشیہ کے ساتھ شائع کر رہی ہے۔ اسی طرح بعض افراد ذاتی طور پر شاہ صاحب کی تجدیدِ ماضی پر لکھ رہے ہیں۔

ادارہ المعارف جو تصوف کے موضوع پر عمدہ کتابیں شائع کرتا ہے اس نے اپنے اشاعتی پروگرام میں شاہ صاحب کی تصوف سے متعلق کتابوں کے اردو تراجم شامل کیے ہیں۔ "الطاف القدس" اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

الطاف القدس کا موضوع لطائفِ نفس یعنی عقل، روح، نفس، سیر، خفی اور اخفی وغیرہ کی تہذیب و آراستگی ہے۔ شاہ صاحب نے ان لطائف کی تہذیب و ترتیب کے لیے کشف و جہان کے ذریعہ گفتگو کی ہے۔ علمِ لطائف کا ذکر قرآن و سنت بلکہ موقوفائے متقدمین کی کتابوں میں بھی نہیں یہ شاہ صاحب کے غور و فکر اور کشف و جہان کا نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے اس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے کیونکہ حجۃ اللہ الباقیہ اور الطاف القدس کے شاہ ولی اللہ میں واضح فرق معلوم ہوتا ہے۔

کیا اچھا ہوتا کہ مقدمہ نگار صاحب کے فکری ارتقا پر روشنی ڈالتے اور اس حلیان کو دور کرتے۔ "الطاف القدس" کے زیرِ نظر ترجمہ سے پہلے تین تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے مولوی ظہیر الدین سید احمد نے مائل المنقن ترجمہ شائع کیا تھا۔ پھر جناب عبدالحمید سواتی نے ۱۹۶۲ء میں گوالیار سے ایک ترجمہ شائع کیا۔ اسی طرح ماہنامہ القاسم (ایلوینڈ) میں قسط وار ترجمہ شائع ہوتا رہا۔

زیرِ نظر ترجمہ سادہ اور سلیس ہے البتہ اصطلاحات "ادق اور مشکل ہیں تاہم تصوف کی کتابیں دیکھنے والے استفادہ کر سکتے ہیں۔ جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب نے گیارہ صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔

حزبی حمایت کے زیر اثر ان کے اخذ کردہ بعض نتائج سے اتفاق ممکن نہیں۔

”المعارف“ کی مطبوعات میں جو فہرست اور عدلی ہوتی ہے یہ کتاب بھی اس کی حامل ہے۔

(۴)

فقہائے ہند - حصہ اول - دوم

محمد اسحاق بھٹی

مؤلف

ادارہ ثقافت اسلامیہ - کلیب روڈ - لاہور

ناشر

طباعت : گوارا

صفحات : ۳۲۸

۱۳/۷۵ روپے

قیمت

گزشتہ چند سال سے جناب محمد اسحاق بھٹی صاحب، برصغیر میں علم فقہ کے موضوع پر کام کر رہے ہیں اور ان کی تحقیق و جستجو کے نتائج بتدریج منظر عام پر آرہے ہیں۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی پاک و ہند میں علم فقہ ”پر محدث“ میں تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ بھٹی صاحب کی زیر نظر تالیف آٹھویں صدی ہجری تک کے ۲۹۵ فقہائے ہند کا تذکرہ ہے۔ صدی وار فقہاء کی تفصیل یہ ہے۔

| | | | |
|-----|----------------|----|---------------|
| ۱۷ | دوسری صدی ہجری | ۳۶ | پہلی صدی ہجری |
| ۷ | چوتھی صدی | ۷ | تیسری صدی |
| ۹ | چھٹی صدی | ۴ | پانچویں صدی |
| ۱۶۰ | آٹھویں صدی | ۵۵ | ساتویں صدی |

مؤلف نے تذکرہ نگاری کا عمدہ معیار قائم کیا ہے اور ہر صاحب ترجمہ کے بارے میں ضروری تفصیلات کا احاطہ کیا ہے۔ کتاب کے مباح و مصادر کی فہرست سے کسی قدر فاضل مؤلف کی محنت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ اہل علم و تحقیق کی طرف سے بلاشبہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ایک اچھوتے اور ہیت اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔

بعض معروف صوفیاء و فقہاء کی صفت میں شامل کیا گیا ہے اور یہ بعید نہیں کہ ایک صوفی، فقہ پر بھی نظر رکھتا ہو تاہم ترجمہ میں یہ واضح ہونا چاہیے تھا کہ کن روایات یا شواہد کی بنا پر انھیں فقیہ قرار دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر شیخ احمد بن حنبل، ابوالدین زکریا ملتانی اور فرید الدین گنج شکر کے بارے میں ایسی روایات اور شواہد پیش نہیں کیے گئے جن سے ان کے فقیہ ہونے پر روشنی پڑتی ہو۔

کتاب میں "اشادیہ" کی کمی بطور خاص کھٹکتی ہے۔ "اشادیہ" بلکہ "اشاریہ" علمی کتابوں کے لیے ناگزیر ہیں۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے ادب و بابت و کشادہ سے التماس ہے کہ وہ اپنی مطبوعات میں اس علمی روایت کو اپنائیں۔

(۵)

خطبات مدراس
مؤلف: سید سلیمان ندوی
ناشر: گلستان پبلی کیشنز - ۴۰ اردو بازار لاہور
صفحہ: ۵۸
قیمت: ۳/۵۰ روپے

سید سلیمان ندوی مرحوم کو سیرت نگاری سے خاص مناسبت تھی۔ انھوں نے نہ صرف اپنے استاد علامہ شبلی نعمانی کی ادھوری سیرت البنیؑ کو مکمل کیا بلکہ رحمت عالمؐ اور خطبات مدراس کے نام سے دو مستقل بالذات کتابیں لکھیں۔ اول الذکر تالیف، بچوں اور کم تعلیم یافتہ حضرات کے لیے لکھی گئی اور زیر نظر خطبات مدراس "اہل علم و فضل کے لیے دعوتِ غور و فکر ہے۔

"خطبات مدراس" کا سبب تالیف یہ ہے کہ ۱۹۲۵ء میں سید صاحب نے مدراس میں سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر آٹھ خطبہ دیے۔ ان خطبات کے مخاطب مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور عیسائی بھی تھے۔ چنانچہ خطبات میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ عقیدت اور تحقیق و استدلال پہلو بہ پہلو رہیں۔

سید صاحب کی یہ کتاب جامعیت اور دلپذیر انداز بیان کی وجہ سے بہت مقبول ہے۔ اس نے کئی ایڈیشن چھپے ہیں۔ زیر نظر ایڈیشن گلستان پبلی کیشنز کے جریدی سلسلہ کی پہلی کتاب ہے۔ امید ہے یہ ایڈیشن بھی حسب سابق اپنا کردار ادا کرے گا۔

(۶)

انسانیت موت کے دروازہ پر
مؤلف: مولانا ابوالکلام آزاد
ناشر: گلستان پبلی کیشنز - ۴۰ اردو بازار لاہور
صفحہ: ۵۴
قیمت: ۳/- روپے

مولانا ابوالکلام آزاد کا تہفت روزہ الہلال برصغیر کے مسلمانوں کی قومی بیداری میں ایک سنگ میل

کا حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا آزاد کی پرجوش اور فکر انگیز تحریروں نے غافل مسلمانوں کو بھولا ہوا راستہ دکھایا۔ ان کی تحریروں کو اول روز سے حزن و جان بنایا گیا اور آج بھی ان کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ غور و فکر سے پڑھا جاتا ہے۔ اس لیے اکثر دوسرے افراد کی تحریروں بھی مولانا کے نام سے چھپتی رہتی ہیں۔ زیر نظر تالیف بھی مولانا آزاد سے منسوب ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مضامین ”الہلال“ میں چھپے تو ہیں لیکن ان کے رشحات قلم نہیں۔

تاہم تالیف اپنے موضوع پر عمدہ کوشش ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، بعض دوسرے صحابہؓ اور تابعینؓ کی زندگی کے آخری ایام ان میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ”گلستانِ پلِ کیشتر“ کے جریڈی سلسلہ کی یہ دوسری کتاب ہے امید ہے یہ سلسلہ کامیابی سے چلتا رہے گا۔

(۷)

”میشاق“ (قرآن کا نفرنس نمبر)

ڈاکٹر اسرار احمد

ایڈیٹر

”انجمن غلام القرآن“ ۱۲ اردافغانی روڈ من آباد۔ لاہور

ناشر

قیمت : ۶/ روپے

صفحات ۲۰۰

ماہنامہ ”میشاق“ ملک کا معروف دینی جریدہ ہے اور جنوری ۱۹۷۳ء میں انجمن غلام القرآن کے آرگن کے طور پر شائع ہو رہا ہے۔ زیر نظر خصوصی اشاعت انجمن کی تیسری سالانہ کانفرنس کی روداد اس میں پیش کیے گئے چند مقالات اور کراچی و سکھر کی مقامی انجمنوں کی رپورٹوں پر مشتمل ہے۔ مقالات کی تفصیل یہ ہے۔

مسلمانوں کے قرآن حکیم سے بھلا اور بے گامگی کے اسباب

یوسف سلیم چشتی

اقبال اور وجود مصدقہ

خواجہ غلام صادق

ہر فرد سے ملت کے مقدّر کا ستارا

خالد ایم۔ اسحاق

قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر

ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک

اعجازِ قرآن

مولانا محمد مالک

فصلیت قرآن

سید حامد میاں

شاہ ولی اللہ اور علوم قرآن

ڈاکٹر محمد منظر بقا

قرآن اور تصویر ملکیت

مولانا محمد طاسین

مقالہ نگار حضرات ملک کے معروف اہل دانش ہیں۔ ان کی گفتگوئیں فکر انگیز ہیں اور عمل کی دعوت دیتی ہیں (الوشاد)

الجامعة السلفية

(درجہ اول و ثانویہ)

الامام

— مرکزی نظام تعلیم جمعیت اہل حدیث — پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جمعیت اہل حدیث، پاکستان کی مرکزی درس گاہ ”جامعہ سلفیہ“ کے تعارف کے سلسلے میں حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت ”ناظم تعلیمات“ لکھتے ہیں :-

”جن میں طلباء کی اس منہج سے علمی تربیت کی جائے وہ مستقبل میں جماعت کے لائق مفسرین، بہترین خطیب، سچے جوئے مقرر، صاحب تحقیق مفتی، زمانہ کے نشیب و فراز سے آشنا مبلغ اور بلند کردار مدرس ثابت ہوں نیز وہ اس خصوصیت کے حامل ہوں کہ اہل حدیث کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ان کے علم و فضل اور تحقیق و کاوش سے متاثر و مستفید ہو سکیں۔“ (۱)

”اس کے متعلق جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ اسے خالص علمی بنیادوں پر چلایا جائے اور اس سے جو طالب العلم فارغ التحصیل ہو کر نکلس وہ دنیا کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق دین اسلام اور ملک کی بہترین خدمت انجام دے سکیں۔ وہ تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ، معانی وغیرہ علوم کے ساتھ ساتھ عربی ادب، اردو، انگریزی، سائنس اور فارسی وغیرہ تمام علوم سے بھی آراستہ ہوں اور ہر شخص سے اس کی طبیعت کے مطابق گفتگو کر سکیں۔ اسلام پر آج جو اعتراضات ہو رہے ہیں ان کے بعض حصے پہلے تمام اعتراضات سے مختلف اور زود اثر ہیں۔ جامعہ سلفیہ میں اس قسم کے اہل قلم تیار کیے جائیں جو ان سبکی علمی محاسبہ کر سکیں۔ اپنی قابلیت کی بنا پر ان کا مسکت جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہوں اور ان تمام خوبیوں سے مزین ہوں جن کا آج کے علمی طبقہ میں پایا جانا ضروری ہے۔“ (۲)

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے لائل پور میں جامعہ سلفیہ نے جو قابل قدر خدمات سر انجام دی ہیں وہ اس کے سینکڑوں فیض یافتگان کی صورت میں جماعت کے سامنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جامعہ کے ذریعے جماعت کا تعارف و رابطہ نہ صرف اندرون ملک

وسیع ہوا ہے بلکہ سیردن پاکستان بھی اسلامی دنیا کے وسیع حلقے میں ہماری نیک شہرت میں اضافہ ہوا ہے۔ خصوصی طور پر گزشتہ تین سالوں میں "حرمین شریفین" کی خادمہ سعودی حکومت اور عالمی سطح کے علمی دائرے "مدینہ یونیورسٹی" سے وابستہ تنظیموں سے ہماری دینی اور علمی کام کی اہمیت کا احساس حکومت پاکستان کو بھی ہوا ہے۔

مرکزی نظام تعلیم جمعیت اہل حدیث، پاکستان کو عرصہ سے اس بات کا شدید احساس ہے کہ جامعہ سلفیہ کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے اس کے تجویز "ابتدائی خاکے" کی تکمیل کا فریضہ سرانجام دیا جائے یعنی جامعہ کے شعبہ "درجہ تکمیل و تخصص" کا اجرا کیا جائے جس میں جہاں کتاب و سنت کی گہری بصیرت کے ساتھ ضروری جدید علوم و معارف کا مطالعہ کر کے علماء میں جامعیت پیدا کی جائے وہاں تدریس، تصنیف اور دعوت و خطابت کے ہر شعبہ میں فنی تخصص کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے تاکہ بدلے ہوئے احوال و ظروف میں علمائے کرام اسلامی معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں اپنی ان ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہ برآ ہو سکیں جو ہر دور میں دینی قیادت کا ہی حصہ ہوتی ہیں جیسا کہ سہارے کا برائے دور کے تقاضوں کے مطابق سرانجام دیتے آئے ہیں۔ دینی قیادت کے غلا کا آوازہ جو روز بروز اہم شخصیتوں کے اٹھنے کے ساتھ بلند ہوتا جا رہا ہے اس کا بھی تقاضا ہے کہ نوجوان علماء کی ایسی علمی تربیت کا فی الفور انتظام کیا جائے۔ لیکن اس اہم کام کے لیے جن وسائل کی ضرورت ہے ان کا حصول دین و دنیا کی تقسیم کے غلط تصور اور قدیم و جدید کے دو مخالف بلکہ متعارض نظامائے تعلیم کی موجودگی میں بڑا کٹھن ہے کیونکہ اس کے لیے مناسب علمی ماحول، ماہرین قدیم و جدید کا اجتماع اور وسیع علمی کتاب خانے پہلی ضرورت ہے۔

۱۳۹۶ھ
چنانچہ مرکزی کابینہ جمعیت اہل حدیث، پاکستان نے اپنے اجلاس مؤرخہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۷۶ء میں مذکورہ بالا ضرورت کے پیش نظر فیصلہ کیا کہ جامعہ سلفیہ کے درجہ تکمیل و تخصص کا قیام لاہور جیسے علمی مرکز میں ہوگا۔ ان شاء اللہ!

اس فیصلہ کے مطابق مرکزی نظامِ تعلیم نے اس سلسلے میں تشکیل شدہ سب کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں درجہ تکمیل و تخصص کا جو خاکہ بنایا ہے اس کا ضروری مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

مجلس مشاورت: اسماء گرامی اراکین مجلس مشاورت حسب ذیل ہیں:-

۱۔ مولانا معین الدین صاحب لکھوی اوکاڑہ

۲۔ میاں فضل حق صاحب حافظ آباد

۳۔ حافظ محمد یحییٰ صاحب عزیز میر محمد (قصور)

۴۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب کیر پوری پتوکی

۵۔ قاری عبدالحق صاحب جانی کراچی

۶۔ مولانا محمد صدیق صاحب لائل پور

۷۔ مولانا محمد حسین صاحب شیخوپورہ

۸۔ میاں عبدالحجید صاحب لاہور

۹۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجپانی لاہور

۱۰۔ حافظ محمد صاحب گوندلوی گوجرانوالہ

۱۱۔ مولانا محمد حنیف صاحب ندوی لاہور

۱۲۔ صوفی احمد دین صاحب لائل پور

۱۳۔ چودھری محمد یعقوب صاحب راولپنڈی

۱۴۔ مولانا جمیل الرحمن شاہ صاحب راولپنڈی

۱۵۔ مولانا عبد العزیز صاحب اسلام آباد

۱۶۔ مولانا عبد العظیم خاں صاحب پشاور

۱۷۔ شیخ عبد الرشید صاحب صدیقی ملتان

۱۸۔ مولانا محمد یونس صاحب اثری آزاد کشمیر

- ۱۹۔ ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب لاہور
- ۲۰۔ مولانا فضل الرحمن صاحب لاہور
- ۲۱۔ پروفیسر عید القیوم صاحب لاہور
- ۲۲۔ حافظ عبدالرحمن صاحب مدنی لاہور
- ۲۳۔ مولانا سلطان محمود صاحب جلالپور پیر والا
- ۲۴۔ پروفیسر محمد یحییٰ صاحب "
- ۲۵۔ میاں عبدالستار صاحب سرگودھا
- ۲۶۔ پروفیسر حافظ عبداللہ صاحب بہاولپور
- ۲۷۔ سید محبت اللہ شاہ صاحب حیدر آباد
- ۲۸۔ مولانا عبدالغفار صاحب سہیلانی جیکب آباد
- ۲۹۔ مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ لائل پور
- ۳۰۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپور
- ۳۱۔ چودھری عبدالعزیز صاحب لاہور
- ۳۲۔ حکیم محمود صاحب گوجرانوالہ
- ۳۳۔ مولانا عبداللہ صاحب گوجرانوالہ
- ۳۴۔ مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹ
- ۳۵۔ مولانا محمد ادریس صاحب سوہدروی کوٹہ
- ۳۶۔ حافظ محمد ادریس صاحب حیدر آباد
- ۳۷۔ چودھری خلیل الرحمن صاحب لاہور
- ۳۸۔ چودھری محمد صادق صاحب لاہور
- ۳۹۔ ملک محمد سلیمان صاحب نوشہری لاہور

۴۰۔ ڈاکٹر محمد سلیم صاحب فارانی لاہور

۴۱۔ شیخ محمد اشرف صاحب لاہور

مختصر خاکہ تعلیم (دو سال کا نصاب ہو گا جس میں پہلا سال تکمیلی اور دوسرا سال فنی شخص کے لیے ہو گا)

سال اول : مندرجہ ذیل مضامین میں تجرباتی طریق کے مطابق تعلیم کی تکمیل کرائی جائے گی۔

کتاب و سنت (علوم القرآن والحديث و متعلقا تنہا)

تقابل ادیان۔ تحریک فرق (علوم العقیدہ والفقه والتایخ)

لسانیات (عربی، انگریزی، فارسی، اردو)

معلومات عامہ (جدید عمرانی اور سائنسی علوم کا ابتدائی تعارف اور واقفیت عامہ)

سال دوم : ماہر اساتذہ کی نگرانی میں ہر طالب علم کے طبعی رجحان کے مطابق مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک میں تخصص کرایا جائے گا۔

(۱) تحقیق و تصنیف (۲) درس و تدریس (۳) دعوت و خطابت

نوٹ :- سطور بالا میں خاکہ تعلیم کے صرف بنیادی نکات دیے گئے ہیں سال اول اور سال دوم کے ہر شعبہ جات کا تفصیلی نصاب علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

مرئی حضرات

حسب ذیل علمائے کرام اور پروفیسر حضرات کل وقتی یا جزوقتی تعلیم و تربیت کے اساتذہ ہوں گے :-

- مولانا سلطان محمود صاحب
- ڈاکٹر محمد سلیم فارانی صاحب
- مولانا محمود احمد صاحب میرپوری
- حافظ عبدالرحمن مدنی
- پروفیسر محمد یحییٰ صاحب
- حافظ محمد یحییٰ عزیز

مولانا معین الدین صاحب لکھنوی
 مولانا محمد حنیف صاحب ندوی
 مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف
 مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب
 حافظ محمد ابراہیم صاحب کیر پوری
 مولانا عبد العزیز صاحب عزیز زبیدی
 مولانا محمد صدیق صاحب لاکھنوی
 مولانا حافظ عبد السلام صاحب بھٹوی
 مولانا حافظ عبد المتان صاحب
 مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری
 ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب
 پروفیسر غلام احمد صاحب حریری
 پروفیسر حافظ عبد اللہ صاحب بہاولپوری
 چودھری مظفر حسین صاحب
 پروفیسر خالد بزمی صاحب
 پروفیسر عبد القیوم صاحب
 پروفیسر منور بن صادق صاحب
 پروفیسر چودھری عبد الحفیظ صاحب
 پروفیسر حافظ ثناء اللہ صاحب
 پروفیسر حافظ محمد بن اسماعیل گجرانوالوی
 نوٹ: مستقل اساتذہ کے سلسلہ میں بعض بیرون ملک یونیورسٹیوں کے فاضل سے بھی بات چیت ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ مقامی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ماہرین علوم جدیدہ بھی اپنے خصوصی مضامین کے جزء وقتی استاد ہوں گے۔

افتتاح: اوائل ماہ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ میں ہوگا۔ ان شاء اللہ!
مقام تعلیم: جامعہ کے درجہ تکمیل و تخصص میں تعلیم و تربیت کا آغاز لاہور میں جامع مسجد منار اہل حدیث بند روڈ سے متصل عمارت میں کیا جا رہا ہے جہاں مزید چند کمروں کی تعمیر سے ابتدائی ضروریات پوری ہو سکیں گی۔ ادارہ کے لیے موزوں جگہ کی تلاش ہے جہاں حسب حال وسیع انتظامات کیے جائیں گے۔

داخلہ: درجہ تکمیل و تخصص میں ارمسال داخلہ محدود ہوگا۔ صرف پندرہ طلبہ کا انتخاب ذہانت، قابلیت اور تقویٰ کی بنیاد پر ہوگا۔ داخلے کا آخری فیصلہ مقررہ بورڈ کے اسٹوڈنٹ کے بعد کیا جائے گا۔ دلچسپی رکھنے والے طلباء اپنی درخواستیں سادہ کاغذ پر پمفلٹ کے آخر

میں دیے ہوئے پتہ پر ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ تک بھجوادیں۔ درخواستوں میں
یہ معلومات ضرور درج کریں:-

(۱) نام (ب) تعلیمی قابلیت (ج) کس مدرسہ سے فراغت حاصل کی۔

(د) موجودہ پتہ

نوٹ: طلبہ اپنی اصل اسناد اور اپنی آخری تعلیمی درس گاہ کے منہم سے حسن اخلاق کا سرٹیفکیٹ
انٹرویو کے دوران ملاحظہ کے لیے ہمراہ لائیں۔

کفالت: تعلیم و تربیت کا انتظام مفت ہوگا۔ نیز دوران تعلیم کفالت کے لیے محقول
وظیفہ دیا جائے گا جو صرف ان طلباء کے لیے ہوگا جو دو سالہ مدت تعلیم پوری کرنے کی
ضمانت دیتے ہیں۔

دفتر: متصل جامع مسجد منزل اہل حدیث بندر روڈ (نزد ڈاؤن سٹیشن) ملتان (روڈ) لاہور

حافظ محمد یحییٰ عزیزی۔ میر محمدی

ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

جاری کر رہا:-

حضرت الانامعین الدین صاحب لکھنوی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

نوجوان علماء میں قدیم و جدید علوم کی جامعیت اور ماہرانہ تربیت کیلئے

الجامعة السلفية (درجہ تکمیل و تخصص)

جماعت اہل حدیث کے لئے صاحب تحقیق مصنف، تربیت یافتہ مدرس اور
بہترین خطیب مہیا کرنے کیلئے علم و ادب کے مرکز لاہور میں
اعلیٰ تعلیم و تربیت کا مرکزی منصوبہ

● بلند پایہ محقق علماء اور پروفیسر حضرات کی تدریس

● عمدہ اور وسیع لائبریری سے استفادہ

● اہم موضوعات پر تقریری و تحریری مقالات اور مذاکرات

————— کے تجرباتی طریقوں سے —————

◁ کتاب و سنت کی گہری بصیرت اور جدید علوم کا مطالعہ

◁ مشہور مذاہب، مکاتیب فکر اور تحریکوں کا تقابلی جائزہ

◁ مختلف محکمہ جات، سماجی، قومی اور بین الاقوامی اداروں کی واقفیت
اور معلومات عامہ

◁ عربی زبان کی تقریری و تحریری مشق..... کا خاطر خواہ انتظام

پہلا سال علمی تکمیل و جامعیت اور دوسرا سال تحقیق و تصنیف،
درس و تدریس، دعوت و خطابت کے شعبہ جات میں سے کسی ایک میں
تخصص کیلئے۔ دو سالہ نصاب کی تکمیل کی شرط پر رہائش و تعلیم کے
مفت انتظام کے علاوہ دوران تربیت کفالت کیلئے معقول وظائف۔

داخلہ و رابطہ کیلئے

حافظ محمد یحییٰ عزیز

ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

حدیث منزل، ۷ ایک روڈ (انارکلی) لاہور